قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ ﴿1﴾ الَّذِيْنَ هُمْ فِىْ صَلَاتِهِمْ خَاشِعُوْنَ ﴿2﴾

سورۃ المؤمنون

ترکِ رفع یدین پر الخلافیات للبیہقی کی روایت پر
شبہات واعتراض کا تحقیقی جائزہ

سنت العنین فی
ترک رفع یدین





از قلم۔ شعیب اکرام حیاتی

ناشر۔ تحفظ سنت مراد آباد

سنت العنین

فی

ترکِ رفع یدین

از قلم: شعیب اکرام حیاتی مرادآبادی

غیر مقلدین کی جہالت کی داستان : فہرست

نوٹ: لفظی غلطیوں پر مطلع فرما کر سواب دارین حاصل کریں۔ جزاکم اللہ

عرض مؤلف

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم۔اما بعد

قارئین کرام السلام علیکم

غیر مقلدین نے داوہ کیا تھا کی ترک رفع یدین کی کوئی روایت ثابت نہیں ہیں تو ہم نے الحمد اللہ ترک رفع یدین پر دلائل دیئے اور ثابت کیا کی رفع یدین کی روایت ثابت ہے تو غیر مقلدین نے ہمارے رد میں کچھ جہالت بھری پوسٹ لکھ کر بھیج دی تھی اس کے رد عمل میں ہم نے جواب تحریری دیا۔ پھر غیر مقلدین کی جانب سے ہمارے رد میں جواب آیا۔

آج بروز ۷ اجلائی ۲۰۱۸ کو غیر مقلدین کی طرف سے ترک رفع یدین کی روایت جو کی صحیح سند کے ساتھ الخلافیات **للبیہقی** میں موجود ہے جس کے رد میں تحریری جواب ہمیں موصول ہوا ہے اور ہماری پہلی تحریر **مسئلہ ترک رفعِ یدین** کا جواب ہے۔ جس میں غیر مقلدین نے حسب معمول ائمہ کی ذاتیات کو نشانہ بنایا ہے اور خوب جل بھن کر ہمارا نام لے لے کر صدائیں لگائی ہیں۔ بہر حال اس مسئلہ کے نوئیت ہم آپکے سامنے رکھتے ہیں تا کہ قارئین کرام کو مسئلہ سمجھ میں بھی آجائے اور اس کے ساتھ شرح صدر ہو جائے تا کہ آنے والے دلائل سے پوری طرح قارئین کرام استفادہ کر سکیں۔ مسئلہ کی نوئیت تمہیدی گفتو گو میں آرہی ہے۔

تمہیدی گفتگو

مسئلہ رفع یدین کو غیر مقلدین نے ایسا بنادیا ہے کی ایمان و کفر کی جنگ ہو، غیر مقلدین سے ہمارا نزاع اثبات رفع یدین پر نہیں بلکہ ہمارا نزاع غیر مقلدین سے ان کے ذاتی عمل پر ہے جو کی غیر مقلدین ۱۰ جگہ رفع یدین کرتے ہیں اور ۱۸ جگہ رفع یدین ترک کرتے ہیں۔ اور غیر مقلدین نواب صدیق حسن خان بھوپالی فرماتے ہیں کی نماز کی زینت ہر اونچ نیچ پر رفع یدین ہے تو نماز میں ۲۸ جگہ تکبیر ہیں اور ہر تکبیر کے عتبار سے ۲۸ جگہ رفی یدین بنتا ہے اور غیر مقلدین سے ہمارا سوال بس اتنا سا ہے کی آپ ۱۰ کا اثبات اور ۱۸ کی نفی پیش کریں اور اللہ کے مقدس رسول نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہو کی ایسا عمل میری سنت ہے جو غیر مقلدین کرتے ہیں مگر غیر مقلدین ایسا نا کر سکے تو، یہ ڈھنڈ ھورا پیٹ ناشروع کر دیا کے ترک رفع یدین کی روایت کوئی ثابت نہیں ہیں تا کہ اپنے عمل پر ان کو دلائل سے راہے فرار مل سکے مگر الحمد للہ جہاں جہاں باطل نے ڈیرا ڈالا ہے وہاں وہاں اللہ تبارک و تعلی نے اہل حق کو پیدا فرما دیا ہے تا کہ باطل کا تعاقب کیا جائے۔

تو اب ہم ان دلائلوں کی طرف چلتے ہیں جس کو دور جدید کے غیر مقلدین چھپاتے نظر آتے ہیں۔

غیر مقلدین کے شیخ الاسلام مولانا ثناء اللہ امر تسری فرماتے ہیں۔

رفع یدین ایک مستحب امر ہے جس کے کرنے پر ثواب ملتا ہے اور نہ کرنے سے نماز کی صحت میں کوئی خلل نہیں آتا۔ / فتاوی ثنایہ، ج ا، ص ۵۷۹

اور غیر مقلدین کے شیخ الکل فالکل میاں نزیر حسین دہلوی فرماتے ہیں۔

رفع یدین کرنے میں لڑنا جھگڑنا تعصب اور جہالت سے خالی نہیں، کیوں کہ مختلف اوقات میں رفع یدین کرنا اور نہ کرنا دونوں ثابت ہے۔ / فتاوی نزیریہ، ج ا، ص ۴۴۱

پس ثابت ہوا کے ترک رفع یدین ثابت ہے اور غیر مقلدین کا ہم سے جھگڑنا تعصب ہے اور کچھ نہیں۔

غیر مقدین کے امام نواب صدیق حسن خان بھوپالی امام الہند شاہ ولی اللہ سے نقل کرتے ہیں۔

رفع یدین وعدم رفع یدین نماز کے ان افعال میں سے ہے جن کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی کیا ہے اور کبھی نہیں کیا ہے، اور سب سنت ہے، دونوں بات کی دلیل ہے، حق میرے نزدیک یہ ہے کہ دونوں سنت ہیں۔ / روضہ الندیہ

غیر مقلدین کے ممدوح علامہ عبد العزیز ابن باز رفع یدین کے متعلق فرماتے ہیں۔

یہ سب مستحب ہے اور سنت ہے، واجب نہیں ہے۔ اگر کوئی شخص رفع یدین کے بغیر نماز پڑھے تو اس کی نماز درست ہے۔ / فتاوی ابن باز

امام علامہ ابن تیمیہ فرماتے ہیں۔

یعنی اگر کسی نے رفع یدین کیا یا نہ کیا تو اس کی نماز میں کوئی نقص نہیں، امام ابو حنیفہ،، امام شافعی، امام احمد بن حنبل اور امام مالک کسی کے یہاں بھی نہیں اسی طرح امام مقتدی میں سے کسی نے کیا اور کسی نے کیا تب بھی کوئی نقص نہیں۔ / فتاوی ابن تیمیہ

رفع یدین، فرض سنت، واجب ہے یہ نہیں؟

غیر مقلد عبد المنان نور پوری لکھتے ہیں۔

سوال: نماز میں رفع یدین فرض ہے یا سنت ہے؟

جواب: فرض یا سنت کی وضاحت کسی حدیث میں نہیں آئی۔ / قرآن و حدیث کی روشنی میں احکام و مسائل۔ ج ۱، ص ۱۷۹

مگر آج کے غیر مقلدین کو دیکھ لیجیے وہ اپنے بڑوں کے تحقیق کو جوتی کی نوک پر رکھتے ہیں اور اس امر کو فرض تک کہہ دیتے ہیں۔ جیسے کہ رئیس ندوی نے کہا کی رفع یدین کرنا فرض وواجب ہے۔۔۔۔نہ کرنے والے کی نماز باطل ہے۔ / مجموعہ مقالات، ص ۲۴۶

قارئین کرام آپنے دیکھ لیا کی کس طرح خد غیر مقلدین میں اس مسئلہ کو لیکر اختلاف ہے اور کس طرح امت مسلمہ کو اسلاف سے بدزن کیا جا رہا ہے۔ آج کے غیر مقلدین نے فرض واجب قرار دیا ہے اور غیر مقلد علماء بدعت قرار دیتے ہیں۔ چنانچہ غیر مقلد مولوی داود ارشد لکھتے ہیں۔

فقہائے احناف کا نماز کے ارکان میں بعض کو فرض، بعض کو واجب، بعض کو سنت، بعض کو مستحب قرار دینا بدترین بدعت ہے / تحفہ حنفیہ، ص ۱۲۵

غیر مقلد مولوی عبد الغفار لکھتے ہیں۔

اور نماز کے واجبات فرائض سنن اور مستحبات یہ تمہارے بدعت ہے۔ / حنفیوں کے ۳۵۰ سوالات

غیر مقلدوں کے، اناڑی محققین صاحب اب کس منہ سے رفع یدین کو سنت فرض واجب قرار دیتے ہو جب کہ تمہارے بڑوں کے اصول سے تو یہ بدعت ہے۔ **شرم مگر تم کو آتی نہیں**

قارئین کرام آپنے ملاحظہ فرمایا کہ کیسے امت کو گمراہ کرنے کی کوشش میں ہیں غیر مقلدین، کیا یہ زیادہ علم والے ہیں یہ ان اناڑیوں کے علماء زیادہ علم والے تھے اگر وہی زیادہ علم والے تھے تو وہ اب جوتے کی نوک پر کیوں ہیں۔ اور ہم نے ثابت کیا کی ترک رفع یدین پر عمل ثابت ہے پچھلے سطور میں غیر مقلدین و علماء سے تصریح گزر چکی ہے۔

جواب الجواب ملاحظہ فرمائیں

اصول کرخی، اور کہیں کی اینٹ کہیں کا روڑا بھانو متی نے کنبا جوڑ

غیر مقلدین کی جہالت تو دیکھیے کے بات ہماری ترک رفع یدین پر چل رہی تھی اور غیر مقلدین نے اپنی آدت شریفہ کے مطابق مسئلہ ترک رفع یدین سے اٹھ کر اصول خرکی پر چلے گئے تا کہ لوگوں کو یہ باور کرا سکیں کے احناف دیوبند قران وحدیث میں طاویل کرتے ہیں حالاں کہ امام کرخی کا بتایا ہوا یہ اصول اسلاف میں مسلم ہے جسکی وضاحت ہم کر رہے ہیں۔ مگر تعجب کی بات ہے کی اس پر اعتراض تو کیا، مگر اس کے رد میں کوئی قران وحدیث سے جواب بھی نا دے سکے۔ اسے کہتے ہیں علی درجہ کی جہالت۔

تحقیقی جواب

امام ابوالحسن الکرخیؒ کی عبارت پر کیئے جانے والے اعتراض کا جواب دینے سے پہلے بہتر ہو گا کہ ان کا ایک مختصر تعارف پیش کیا جائے تا کہ قارئین کرام کو ان کے علم اور تقوہ کا مقام معلوم ہو سکے۔

امام ابوالحسن الکرخیؒ (متوفی ۳۴۰ھ) کا مختصر تعارف

امام ابوالحسن الکرخیؒ (متوفی ۳۴۰ھ) فقہ حنفی کے معتبر ائمہ میں سے ہیں۔ وہ امام طحاویؒ کے ہم عصر ہیں اور امام طحاویؒ کے شیوخ واساتذہ سے علم حاصل کیا۔

امام عبدالرحمٰن بن علی بن الجوزیؒ (متوفی ۵۹۲ھ) نے مناقب معروف الکرخی واخبارہ کے نام سے ایک کتاب لکھی ہے جس میں امام ابوالحسن الکرخیؒ کے مناقب بیان کیئے ہیں۔

امام ذہبی رحمہ اللہ اپنی کتاب سیر اعلام النبلاء میں لکھتے ہیں: ''الشيخ الإمام الزاهد، مفتي العراق، شيخ الحنفية أبو الحسن، عبيد الله بن الحسين بن دلال، البغدادي الكرخي الفقيه۔

سمع إسماعيل بن إسحاق القاضي، ومحمد بن عبد الله الحضرمي، وطائفة''۔

''حدث عنه: أبو عمر بن حيويه، وأبو حفص بن شاهين، والقاضي عبد الله بن الأكفاني، والعلامة أبو بكر أحمد بن علي الرازي الحنفي، وأبو القاسم علي بن محمد التنوخي، وآخرون۔ انتهت إليه رئاسة المذهب، وانتشرت تلامذته في البلاد، واشتهر اسمه، وبعد صيته، وكان من العلماء العباد ذا تهجد وأوراد وتأله، وصبر على الفقر والحاجة، وزهد تام، ووقع في النفوس، ومن كبار تلامذته أبو بكر الرازي المذكور۔ وعاش ثمانين سنة''۔ ''امام کرخی کے شاگردوں میں بڑے باکمال اور نامور فقہاء ہوئے ہیں۔ اسی کے ساتھ ساتھ وہ نہایت زاہد وعابد بھی تھے۔ کئی مرتبہ تو ان کے علمی مرتبہ ومقام کی وجہ سے عہدہ قضا پیش کیا گیا لیکن انہوں نے باوجود تنگدستی کے انکار کر دیا۔ صرف اسی پر بس نہیں

کیا بلکہ ان کے شاگردوں میں سے جو بھی فرد قضاء کا عہدہ قبول کرتا تھا۔ اس سے تعلقات ترک کر دیتے تھے" ۔(سیر اعلام النبلاء: ج ۱۵، ص۴۲۶)

امام ذہبی رحمہ اللہ اپنی کتاب سیر اعلام النبلاء میں صحیح سند کے ساتھ امام ابوالحسن الکرخی ؒ کا ایک واقعہ نقل کرتے ہیں کہ: '' كتب إلي المسلم بن محمد، أخبرنا زيد بن الحسن، أخبرنا أبو منصور الشيباني، أخبرنا أبو بكر الخطيب، قال: حدثني الصيمري قال: حدثني أبو القاسم بن علان الواسطي قال: لما أصاب أبا الحسن الكرخي الفالج في آخر عمره حضرته، وحضر أصحابه : أبو بكر الدامغاني، وأبو علي الشاشي، وأبو عبد الله البصري، فقالوا: هذا مرض يحتاج إلى نفقة وعلاج، والشيخ مقل ولا ينبغي أن نبذله للناس، فكتبوا إلى سيف الدولة بن حمدان، فأحس الشيخ بما هم فيه، فبكى، وقال: اللهم لا تجعل رزقي إلا من حيث عودتني۔ فمات قبل أن يحمل إليه شيء، ثم جاء من سيف الدولة عشرة آلاف درهم، فتصدق بها عنه''۔ ''

آخر عمر میں جب فالج کا حملہ ہوا تو ان کے شاگردوں نے یہ سوچ کر کہ اس بیماری کے علاج کیلئے خاصی رقم کی ضرورت ہے۔ سیف الدولہ ابن حمدان کو خط لکھ کر ان کے حال کے تعلق سے واقف کرایا۔ سیف الدولہ نے ان کیلئے دس ہزار درہم بھیجا۔ ان کو اس سے قبل پتہ چل چکا تھا کہ میرے شاگردوں نے ایسا کیا ہے۔ انہوں نے بارگاہ الٰہی میں دعا کیا کہ اے اللہ اس رقم کے مجھ تک پہنچنے سے پہلے تو مجھ کو اپنے پاس بلالے۔ ایسا ہی ہوا۔ سیف الدولہ کی رقم پہنچنے سے پہلے ان کا انتقال ہو گیا۔ رحمہ اللہ رحمۃ واسعۃ۔ (سیر اعلام النبلاء: ج۱۵، ص۴۲۶)

امام ابوالحسن الکرخیؒ کی کتاب اصول کرخی کی عبارت پر کیئے جانے والے اعتراض کی اصل حقیقت

امام ابوالحسن الکرخیؒ نے اصول فقہ پر ایک مختصر کتاب لکھی ہے۔ جس میں فقہ کے چند بنیادی قاعدے بیان کئے گئے ہیں۔

اس کتاب میں انہوں نے دو باتیں ایسی ذکر کی ہیں جن سے بظاہر قرآن کریم اور احادیث رسول ﷺ کا استخفاف معلوم ہوتا ہے۔ جس کی بنیاد پر عام اور لاعلم عوام حتیٰ کہ بہت سے اہل علم بھی اس کی حقیقت کو سمجھے بغیر اور غور و فکر کئے بغیر فوراً تبراشروع کر دیتے ہیں اور صرف امام ابوالحسن الکرخیؒ کے ساتھ یہ معاملہ نہیں کرتے بلکہ پورے جماعت احناف کو مورد الزام ٹھہراتے ہیں یہ ان کی روایتی قلت فہم کی نشانی ہے کہ کسی بات کو سمجھے اور اس کی حقیقت معلوم کئے بغیر فوراً طعن و تشنیع شروع کر دینا۔ آئیں ہم اس عبارت کے اصل معنیٰ و مفہوم کو سمجھتے ہیں تا کہ قارئین کی رہنمائی اور اصل حقیقت معلوم ہو سکے۔

امام محی الدین ابی زکریا ابن شرف الدین النووی رحمہ اللہ۔

صوفیہ کرام کی عبارات وافعال کے بارے میں فرماتے ہیں۔ اگر چہ ان کے افعال وکلام قران وحدیث کے خلاف نظر آتے ہیں، لیکن وہ ان کے خلاف نہیں ہے، بلکہ اولیاء اللہ کی افعال کی طاویل کرنا واجب ہے۔ / بستان المحدثین، ص ۳۷

اس کے علاوہ ہمارے پاس بلاحساب دلائل کا ذخیرہ ہے جس میں سے چند مسالیں پیش خدمت ہیں جس پر خد غیر مقلدین عمل کرتے ہیں مگر امت کو اس سے گمراہ کرنا ان کا مقصد بن چکا ہے۔

یہی وہ عبارت ہے جس کی حقیقت سمجھے بغیر لوگ اناپ شناپ کہتے رہتے ہیں اور اس میں پیش وہ لوگ ہوتے ہیں جن کا علم اردو کی کتابوں اور چند عربی کتابوں کے اردو ترجمہ کی حد تک محدود ہے۔ اپنے معمولی علم وفہم کو کام میں لا کر کنویں کے مینڈک کی طرح وہ یہی سمجھتے ہیں کہ جو کچھ میں نے سمجھا ہے وہی حرف آخر ہے اور اس کے علاوہ کوئی دوسرا نقطہ نظر قابل قبول ہی نہیں ہے۔

امام ابو الحسن الکرخیؒ اصول کرخی میں لکھتے ہیں۔

''ان کل آیته تخالف قول اصحابنا فانها تحمل علی النسخ او علی الترجیح والاولی ان تحمل علی التاویل من جهة التوفیق''۔''

ہر وہ آیت جو ہمارے اصحاب کے قول کے خلاف ہوگی تو اس کو نسخ پر محمول کیا جائے گا یا ترجیح پر محمول کیا جائے گا اور بہتر یہ ہے کہ ان دونوں میں تاویل کر کے تطبیق کی صورت پیدا کی جائے''۔ (اصول البزدوی ویلیہ اصول الکرخی: ص ۳۷۴)

''ان کل خبر یجی بخلاف قول اصحابنا فانه یحمل علی النسخ او علی انه معارض بمثله ثم صار الی دلیل آخر او ترجیح فیه بما یحتج به اصحابنا من وجوه الترجیح او یحمل علی التوفیق. وانما یفعل ذلک علی حسب قیام الدلیل فان قامت دلالة النسخ یحمل علیه وان قامت الدلالة علی غیره صرنا الیه''۔

''ہر وہ خبر جو ہمارے اصحاب کے قول کے خلاف ہوگی تو وہ نسخ پر محمول کی جائے گی، یا وہ اسی کے مثل دوسری حدیث کے معارض ہوگی تو پھر کسی دوسرے دلیل سے کام لیا جائے گا یا جس حدیث سے ہمارے اصحاب نے استدلال کیا ہے اس میں وجوہ ترجیح میں سے کوئی ایک ترجیح کی وجہ ہوگی یا پھر دونوں حدیث میں تطبیق وتوفیق کا راستہ اختیار کیا جائے گا اور یہ دلیل کے لحاظ سے ہوگا۔ اگر دلیل معارض حدیث کے نسخ کی ہے تو نسخ پر محمول کیا جائے گا یا اس کے علاوہ کسی دوسری صورت پر دلیل ملتی ہے تو وہی بات اختیار کی جائے گی''۔ (اصول البزدوی ویلیہ اصول الکرخی: ص ۳۷۴)

یہی وہ عبارات ہیں جن کی حقیقت سمجھے بغیر آج کے لاعلم علماء وجہلا فقہ حنفی پر اعتراض کرتے رہتے ہیں اور فقہ حنفی کو قرآن وحدیث کے مخالف بیان کرتے ہیں۔ ایسا کرنے والے زیادہ تر وہ لوگ ہیں جن کا علم اردو کی کتابوں اور چند عربی کتابوں کے اردو ترجمہ کی حد تک محدود

ہے۔ ایسے لوگ اپنے معمولی علم وفہم کو استعمال کرتے ہوئے کنویں کے مینڈک کی طرح یہی سمجھتے ہیں کہ جو کچھ میں نے سمجھا ہے وہی حق و سچ ہے اور اس کے علاوہ کوئی دوسرا نقطہ نظر قابل قبول ہی نہیں ہے۔

امام کرخیؒ کے قول کا صحیح مطلب کیا ہے اس کا جواب ذیل میں وضاحت کے ساتھ پیش خدمت ہے۔

کسی بھی قول کا صحیح مطلب قائل خود سمجھا سکتا ہے یا اس کے شاگردوں کی زبانی سمجھا جا سکتا ہے کیونکہ وہ قائل کے مراد اور منشاء سے دوسروں کی بنسبت زیادہ واقف ہوتے ہیں۔ وہ جانتے ہیں کہ جو بات کہی گئی ہے یا لکھی گئی ہے اس میں کیا مطلق اور کیا مقید ہے۔ کون سی بات ہے جو بظاہر تو مطلق ہے لیکن وہ درحقیقت وہ مقید ہے۔

امام کرخیؒ کے شاگردوں کے شاگرد ابو حفص عمر بن محمد النسفیؒ (متوفی ۵۳۷ھ) جو اپنے علمی تبحر کیلئے مشہور ہیں اور ان کی کتابیں فقہ حنفی کا بڑا ماخذ سمجھی جاتی ہیں۔ انہوں نے اصول کرخی کے اصولوں و قواعد کی تشریح کی ہے جس میں امام کرخیؒ کی اس عبارت کا صحیح معنیٰ و مطلب بھی بیان ہوتا ہے۔ وہ ان تمام اصول و قواعد کی تشریح اور مثال بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''قال (النسفی) من مسائله ان من تحری عندالاشتباه واستدبر الکعبة جاز عندنا لان تاویل قوله تعالیٰ فولوا وجوهکم شطره اذا علمتم به. والی حیث وقع تحریکم عندالاشتباه. اویحمل علی النسخ. کقوله تعالیٰ ولرسوله ولذی القربی فی الآیة ثبوت سهم ذوی القربی فی الغنیمة ونحن نقول انتسخ ذلک باجماع الصحابه رضی الله عنه او علی الترجیح کقوله تعالیٰ والذین یتوفون منکم ویذرون ازواجا ظاهر یقتضی ان الحامل المتوفی عنها زوجها لاتنقضی عدتها بوضع الحمل قبل مضی اربعة اشهر وعشرة ایام لان الآیة عامة فی کل متوفی عنها زوجها حاملا او غیرها وقوله تعالیٰ اولات الاحمال اجلهن ان یضعن حملهن یقتضی انقضاء العدة بوضع الحمل قبل مضی الاشهر لانها عامة فی المتوفی عنها زوجها وغیرها لکنا رجحنا هذه الآیة بقول ابن عباس رضی الله عنهما انها نزلت بعد نزول تلک الآیة فنسختها وعلی رضی الله تعالیٰ عنه جمع بین الاجلین احتیاطا لاشتباه التاریخ''۔

"امام نسفیؒ فرماتے ہیں اس کے مسائل میں سے یہ ہے کہ جس پر قبلہ مشتبہ ہو جائے اور وہ غور و فکر کے بعد ایک سمت اختیار کر لے تو ہمارے نزدیک اس کی نماز جائز ہے (اگرچہ اس نے قبلہ کے علاوہ کی طرف رخ کر کے نماز پڑھی ہو) کیونکہ ہمارے نزدیک اللہ تعالیٰ کے قول کی تاویل "فولوا وجوھکم شطرہ" کی یہ ہے کہ جب تم اس کے بارے میں واقف رہو، اور اشتباہ کی صورت میں غور و فکر کے بعد جو سمت اختیار کرو، یا وہ نسخ پر محمول ہو گا جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے "ولرسولہ ولذی القربی الخ" آیت میں رشتہ داروں کیلئے بھی غنیمت کے مال میں حصہ کا ثبوت ہے اور ہم کہتے ہیں کہ یہ صحابہ کرامؓ کے اجماع سے منسوخ ہے۔ ترجیح پر محمول کرنے کی صورت یہ ہے کہ آیت پاک "والذین یتوفون منکم ویذرون ازواجا" کا ظاہری تقاضا یہ ہے کہ حاملہ عورت کا شوہر مر جائے تو اس کی عدت وضع حمل سے نہیں ہو گی

بلکہ اس کو چار ماہ دس دن عدت کے گزارنے ہوں گے کیونکہ آیت ہر ایک عورت کے بارے میں عام ہے خواہ وہ حاملہ ہو یا غیر حاملہ ہو، اللہ تبارک وتعالیٰ کا دوسرا ارشاد ہے کہ حاملہ عورتوں کی عدت وضع حمل ہو اس کا تقاضا یہ ہے کہ حاملہ عورت کے وضع حمل کے بعد عدت ختم ہو جائے گی خواہ چار ماہ دس دن پورے نہ ہوئے ہوں۔ یہ آیت عام خواہ حاملہ عورت کا شوہر مرا ہو یا نہ مرا ہو۔ لیکن اس آیت کو ہم نے اس لئے ترجیح دی کیونکہ حضرت ابن عباسؓ کا قول موجود ہے کہ یہ آیت "پہلی آیت والذین یتوفون منکم" کے بعد نازل ہوئی ہے۔ اس سے پہلی آیت منسوخ ہو گئی ہے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ نے دونوں قول میں جمع کی صورت اختیار کی ہے احتیاط کی بناء پر"۔ (المصدر السابق)

''قال من ذلک ان الشافعی یقول بجواز اداء سنة الفجر بعد اداء فرض الفجر قبل طلوع الشمس لماروی عن عیسی رانی رسول الله صلی الله علیه وسلم اصلی رکعتین بعد الفجر فقال ماهما فقلت رکعتاالفجر کنت الم ارکعهما فسکت قلت هذا منسوخ بماروی عن النبی صلی الله علیه وسلم انه قال لاصلوة بعد الفجر حتی تطلع الشمس ولابعد العصر حتی تغرب الشمس والمعارضة فکحدیث انس رضی الله تعالیٰ عنه انه کان یقنت فی الفجر حتی فارق الدنیا فهو معارض بروایة عن انس رضی الله تعالیٰ عنه ان النبی صلی الله علیه وسلم قنت شهرا ثم ترکه فاذا تعارضا روایتاه تساقطا فبقی لنا حدیث ابن مسعود وغیره رضی الله تعالیٰ عنه ان النبی صلی الله علیه وسلم قنت شهرین یدعو علی احیاء العرب ثم ترکه واماالتاویل فهو ماروی عن النبی صلی الله علیه وسلم انه کان اذارفع راسه من الرکوع قال سمع الله لمن حمده ربنالک الحمد وهذا دلالة الجمع بین الذکرین من الامام وغیره ثم روی عن النبی صلی الله علیه وسلم انه قال اذاقال الامام سمع الله لمن حمده قولوا ربنالک الحمد والقسمة تقطع الشرکة فیوفق بینهما فنقول الجمع للمنفرد والافراد للامام والمتقدی وعن ابی حنیفة انه یقول الجمع للمتنفل والافراد للمفترض''۔

''اس کی شرح یہ ہے کہ امام شافعی طلوع شمس سے پہلے فجر کی فرض نماز کی ادائیگی کے بعد فجر کی سنت پڑھنے کو جائز قرار دیتے ہیں ان کی دلیل حضرت عیسیٰؓ سے منقول وہ حدیث ہے کہ رسول پاک ﷺ نے مجھ کو فجر کے بعد دو رکعت پڑھتے دیکھا، انہوں نے پوچھا یہ تم کیا پڑھ رہے تھے۔ میں نے عرض کیا کہ فجر کی دو سنت رکعتیں جس کو میں نہیں پڑھ سکتا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ سن کر سکوت اختیار کیا۔ میں کہتا ہوں کہ یہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد سے منسوخ ہے کہ فجر کے بعد کوئی نماز نہ پڑھی جائے تاوقتیکہ سورج طلوع ہو جائے اور عصر کے بعد کوئی نماز نہ پڑھی جائے تاوقتیکہ سورج غروب ہو جائے۔ معارضہ کی صورت یہ ہے کہ حضرت انس رضی اللہ کی حدیث ہے کہ آپ فر کی نماز میں قنوت پڑھتے رہے اور اسی معمول پر دنیا سے رخصت ہو جائے۔ یہ حدیث حضرت انس کے دوسری حدیث کی معارض

کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مہینہ فجر کی نماز میں قنوت پڑھی پھر اس کو چھوڑ دیا۔ یہ دونوں روایت ایک دوسرے کے معارض ہونے کی بناء پر ساقط ہو گئیں ہم نے اس کے بعد حضرت عبد اللہ بن مسعود کی حدیث پر عمل کیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو مہینہ فجر کی نماز میں قنوت نازلہ پڑھی جس میں عرب کے قبیلوں کیلئے بد دعا کی گئی پھر اس کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے چھوڑ دیا اور تاویل کی صورت یہ ہے کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہے کہ آپ جب رکوع سے اپنا سر اٹھاتے تو سمع اللہ لمن حمدہ ربنالک الحمد کہتے تھے۔ یہ دونوں ذکر کو جمع کرنے کی دلیل ہے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ بھی منقول ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ جب امام سمع اللہ لمن حمدہ کہے تو تم ربنالک الحمد کہا کرو تقسیم شرکت کے منافی ہے۔ تو ان دونوں حدیث میں تطبیق اس تاویل کے ذریعہ دی جائے گی کہ دونوں ذکر سمع اللہ لمن حمدہ اور ربنالک الحمد کہنے کی صورت منفرد کیلئے ہے اور تقسیم اس صورت میں ہے جب باجماعت نماز ہو رہی ہو۔ امام ابو حنیفہؒ سے منقول ہے کہ وہ فرماتے تھے جمع نفل نماز پڑھنے والے کیلئے ہے اور افراد فرض نماز پڑھنے والے کیلئے ہے"۔ (المصدر السابق)

امام کرخیؒ کے قاعدے کا صحیح معنیٰ و مطلب امام نسفیؒ کی بیان کردہ تشریح کی روشنی میں اتنا واضح ہو گیا ہے کہ جس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ امام کرخیؒ کے قول کا ظاہری مطلب مراد یہ نہیں ہے کہ اگر کوئی قرآن کی آیت ہو یا کوئی حدیث ہو تو اس کے مقابل میں صرف امام ابو حنیفہؒ کا قول کافی ہو گا۔ بلکہ یہ بھی واضح ہو گیا ہے کہ امام کرخی کا صحیح منشاء یہ ہے کہ وہ یہ بتانا چاہ رہے ہیں کہ آئمہ احناف نے اگر قرآن پاک کی کسی آیت کو ترک کیا ہے یا کسی حدیث کو قابل عمل نہیں مانا ہے تو اس کی وجہ یہ ہے کہ ان کی رائے میں قرآن کی وہ آیت منسوخ ہے یا پھر اپنے ظاہر پر نہیں ہے جس کی دلیل دوسری آیت یا احادیث سے ملتی ہے۔ ائمہ احناف نے کسی مسئلہ میں جس پہلو کو اختیار کیا ہے اس کیلئے بھی ان کے پاس قرآن و حدیث سے دلائل موجود ہیں۔ مجھے امید ہے کہ اتنی بات سمجھنے میں کسی بھی صاحب عقل شخص کو تامل نہ ہو گا۔ امام کرخیؒ کی یہ بات کہ ائمہ احناف نے اگر آیت یا حدیث کو چھوڑا ہے تو اس لئے کہ یا تو وہ ان کی رائے میں منسوخ ہے، یا اس کے معارض کوئی دوسری حدیث ہے یا پھر وہ حدیث اپنے ظاہر پر محمول نہیں ہے۔ ایسی درجنوں مثالیں دی جاسکتی ہیں جن میں قرآن و حدیث کی واضح نص موجود ہونے کے باوجود ائمہ کرامؒ نے ان آیات و احادیث میں تاویلات کی ہیں۔ جن میں سے چند پیش خدمت ہیں:

''حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى التَّمِيمِيُّ، وَعُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، كِلاَهُمَا عَنْ جَرِيرٍ، قَالَ يَحْيَى أَخْبَرَنَا جَرِيرٌ، عَنِ الأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي سُفْيَانَ، قَالَ سَمِعْتُ جَابِرًا، يَقُولُ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ "إِنَّ بَيْنَ الرَّجُلِ وَبَيْنَ الشِّرْكِ وَالْكُفْرِ تَرْكَ الصَّلاَةِ"''۔ ''آدمی اور کفر میں فرق، نماز ترک کرنے کا ہے''۔ (صحیح مسلم: کتاب الایمان، باب بَیَانِ اِطْلَاقِ اسْمِ الْکُفْرِ عَلٰی مَنْ تَرَکَ الصَّلَاۃَ، ج ۱، رقم الحدیث ۱۵۳)

"أَخْبَرَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ حُرَيْثٍ، قَالَ أَنْبَأَنَا الْفَضْلُ بْنُ مُوسَى، عَنِ الْحُسَيْنِ بْنِ وَاقِدٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ بُرَيْدَةَ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "إِنَّ الْعَهْدَ الَّذِي بَيْنَنَا وَبَيْنَهُمُ الصَّلاَةُ فَمَنْ تَرَكَهَا فَقَدْ كَفَرَ"" ۔ "ہمارے اور تمہارے درمیان عہد نماز ہے، جو نماز ترک کرے گا، کافر ہو گا"۔ (سنن النسائی: کتاب الصلاۃ، باب الْحُكْمِ فِي تَارِكِ الصَّلاَةِ، ج۱، رقم الحدیث ۴۶۴)

مندرجہ بالا احادیث میں نبی کریم ﷺ کے فرمان میں واضح نص موجود ہے کہ فرض نماز ترک کرنے والا کافر ہے۔ چاہے جان بوجھ کر ترک کرے یا سستی و کوتاہی کے سبب۔ اس کے باوجود بھی آج تقریباً تمام مکاتب فکر سے تعلق رکھنے والے علماء حضرات فرض نماز ترک کرنے والے کو مسلمان ہی تسلیم کرتے ہیں اور ایسے شخص کا نکاح بھی پڑھاتے ہیں اور نمازِ جنازہ بھی اور اسے مسلمانوں کے قبرستان میں ہی دفن کیا جاتا ہے اور ایسے شخص کا ذبیحہ کھانا بھی جائز سمجھتے ہیں۔

آج کے اس پر فتن دور میں تقریباً ہر مسلک و مکتب فکر سے تعلق رکھنے والے لوگوں میں ایسے لوگ بکثرت پائے جاتے ہیں جو صرف جمعہ، عیدین یا پھر رمضان میں نمازیں پڑھتے ہیں تو کیا ان تمام لوگوں کو کافر کہا جاتا ہے؟

"حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ، حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ الْمُفَضَّلِ، عَنِ الْجُرَيْرِيِّ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ شَقِيقٍ الْعُقَيْلِيِّ، قَالَ كَانَ أَصْحَابُ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لاَ يَرَوْنَ شَيْئًا مِنَ الأَعْمَالِ تَرْكُهُ كُفْرٌ غَيْرَ الصَّلاَةِ"۔

"اصحاب رسول اللہ ﷺ بجز نماز اور کسی عمل کے ترک کرنے کو کفر نہیں جانتے تھے"۔ (جامع الترمذی: کتاب الایمان رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، باب مَا جَاءَ فِي تَرْكِ الصَّلاَةِ، ج۵، رقم الحدیث ۲۶۲۲)

مندرجہ بالا حدیث سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ نبی کریم ﷺ کے واضح فرمان کے باوجود بھی تمام صحابہ کرامؓ نماز ترک کرنے والے کو کافر نہیں سمجھتے تھے۔ تو کیا کوئی مسلمان یہ کہنے کی جرأت کر سکتا ہے کہ نعوذ باللہ تمام صحابہ کرامؓ نے نبی کریم ﷺ کے فرمان کی مخالفت کی؟ کیونکہ تمام صحابہ کرامؓ رسول اللہ ﷺ کے فرمان کا حقیقی مطلب جانتے تھے اسی لئے اصحاب رسول ﷺ نے تارک نماز کو کافر نہیں سمجھا۔ امام کرخیؒ کی عبارت کا صحیح معنی و مفہوم بھی بالکل یہی ہے کہ جس طرح صحابہ کرامؓ نے نبی کریم ﷺ کے واضح فرمان کو اپنے ظاہر پر محمول نہیں سمجھا، بالکل اسی طرح ائمہ احناف نے بعض آیات و احادیث کو اپنے ظاہر پر محمول نہیں سمجھا۔

یہاں یہ بات واضح ہو گئی کہ امام کرخیؒ کی بات کا جو منشاء اور مقصد ہے وہ اپنی جگہ بالکل درست ہے اور یہی بات ہر دور میں علماء اعلام نے ائمہ کرامؒ کی جانب سے کہی ہیں۔ چاہے وہ ابن تیمیہؒ ہوں یا پھر حضرت شاہ ولی اللہؒ۔ اس کی دلیل یہ ہے کہ امام ابن تیمیہؒ نے رفع الملام عن ائمۃ الاعلام کے نام سے ایک کتاب لکھی ہے۔ اس میں وہ ائمہ کرامؒ کے کسی حدیث یا نص قرآنی کی مخالفت کی وجوہات بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں: "الأسباب التي دعت العلماء إلى مخالفة بعض النصوص، وجميع الأعذار ثلاثة أصناف: أحدها: عدم

اعتقاده أن النبي صلى الله عليه وسلم قاله۔ الثاني: عدم اعتقاده إرادة تلك المسألة ذلك القول۔ والثالث: اعتقاده أن ذلك الحكم منسوخ۔ وهذه الأصناف الثلاثة تتفرع إلى أسباب متعددة''۔

''ایسے تمام اسباب جن کی وجہ سے آئمہ کرام کا عمل بظاہر کسی حدیث کے مخالف نظر آتا ہے وہ تین قسم کے ہوسکتے ہیں۔ ایک تو یہ کہ وہ سمجھتے ہیں کہ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا نہیں کہا(یعنی حدیث کے ثبوت کا اختلاف)۔ دوسرا یہ کہ وہ سمجھتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بات کا مقصد وہ نہیں تھا جو لوگ اس حدیث سے ثابت کرنا چاہ رہے ہیں (حدیث کے فہم کا اختلاف)۔ تیسرا یا وہ سمجھتے ہیں کہ حدیث ثابت بھی ہے اور اس سے مراد بھی ٹھیک لیا گیا ہے مگر اب یہ حکم منسوخ ہے (حدیث کے بلحاظ عمل قبولیت میں اختلاف) ''۔(رفع الملام عن ائمۃ الاعلام: ص۹)

اس کے بعد ابن تیمیہؒ نے ان تینوں اعذار کی شرح لکھی ہے اور شرح میں وہ لکھتے ہیں: ''السبب التاسع: اعتقاده أن الحديث معارض بمايدل على ضعفه، أو نسخه، أو تأويله إن كان قابلا للتأويل بما يصلح أن يكون معارضا بالاتفاق مثل آية أو حديث آخر أو مثل إجماع''۔ (المصدر السابق: ص۳۰)

ابن تیمیہؒ کی بیان کردہ تشریح کو غور سے پڑھئے اور دیکھئے کہ امام کرخیؒ کے بیان میں اور امام ابن تیمیہؒ کے بیان میں کس درجہ مطابقت ہے۔ امام کرخیؒ کی بات اور ابن تیمیہؒ کی بات میں بہت کم فرق ہے اور اگر کچھ فرق ہے تو صرف اسلوب اور طرز اداء کا۔

امام کرخیؒ کا اسلوب بیان منفی ہے یعنی ہر وہ آیت یا حدیث جو ہمارے اصحاب کے قول کے مخالف ہو، جب کہ ابن تیمیہؒ کا بیان مثبت ہے۔ یعنی اگر کسی امام نے کسی حدیث پر عمل ترک کیا ہے تو اس کی وجہ اس کا منسوخ ہونا، کسی دوسرے حدیث کے معارض ہونا وغیرہ ہے۔ اسلوب بیان کے فرق کے علاوہ مزید گہرائی سے دیکھیں اور پرکھیں تو دونوں میں کوئی فرق نہیں ملے گا۔

امام کرخیؒ کے بیان کردہ قاعدہ کا ایک اور مطلب یہ نکلتا ہے کہ امام کرخیؒ نے اپنے بیان میں "ہمارے اصحاب" کا ذکر کیا ہے۔ امام ابو حنیفہؒ کا نام خاص طور پر نہیں لیا۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ ایسا ممکن نہیں ہے یا نادر الوقوع ہے کہ ائمہ امام ابو حنیفہؒ، امام ابویوسفؒ، امام محمدؒ، امام زفرؒ اور اسی طرح ائمہ متقدمین میں سے اور کچھ لوگ تمام کے تمام کسی ایسے قول کے قائل ہوں جس پر قرآن وحدیث کی کوئی دلیل نہ ہو۔ ایسا نہیں ہوسکتا بلکہ عموماً ایسا ہوا ہے کہ ائمہ احناف کے درمیان مختلف مسائل میں اختلاف رہا ہے اور بعض کے ائمہ ترجیح نے دلائل کی بنیاد پر ایک قول کو دوسرے قول پر ترجیح دی ہے۔ حتی کہ کئی مسائل میں صاحبینؒ نے امام ابو حنیفہؒ سے اختلاف کیا ہے جس کی انگنت مثالیں دی جاسکتی ہیں۔ اگر چند لمحوں کے لئے امام کرخیؒ کی عبارت کا وہی مطلب لے لیا جائے جو مخالفین بیان کرتے ہیں تو پھر صاحبینؒ نے امام ابو حنیفہؒ کے قول پر فتویٰ کیوں نہیں دیا اور ۲ سال والی آیت کو منسوخ قرار کیوں نہیں دیا جبکہ قرآن میں ڈھائی سال والی آیت بھی موجود تھی۔

اسی طرح قرأت خلف الامام کے مسئلہ میں امام محمدؒ امام مالکؒ اور امام احمد بن حنبلؒ کی رائے کے قائل ہیں کہ جہری نمازوں میں نہ پڑھی جائے اور سری نمازوں میں پڑھی جائے۔ اب اگر ایسے میں تمام ائمہ احناف نے قرآن وحدیث پر عمل نہ کیا ہو یا کسی صحیح حدیث کو چھوڑ کر امام

ابو حنیفہؒ کے اقوال کی اندھی تقلید کی ہو جیسا کہ مخالفین نے اصول کرخیؒ کی عبارت سے لوگوں میں غلط تاثر ڈالا ہے تو کیا امام محمدؒ کبھی امام ابو حنیفہؒ کے قول کو چھوڑ کر امام مالکؒ اور امام احمد ابن حنبلؒ کی رائے کے قائل ہوتے؟ اگر انسان سنجیدگی اور انصاف سے سمجھنے کی کوشش کرے اور دل کو ائمہ احناف کی طرف سے عناد اور تعصب کی جذبات سے پاک کرلے تو امام کرخیؒ کی عبارت کو سمجھنے میں کچھ مشکل نہیں۔ ورنہ کسی کے عناد اور تعصب سے احناف کا تو کچھ بگڑنے والا نہیں ہے انشاء اللہ لیکن یہ غریب خسر الدنیاوالآخرۃ کا مصداق ضرور بن جائیں گے۔

اسی طرح امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا موقف یہ ہے کہ لاپتہ شوہر کی بیوی اس وقت تک عقد نکاح سے فارغ نہیں ہو سکتی جب تک لاپتہ شوہر کی موت کا یقینی علم نہ ہو جائے۔ ان دونوں فقہاء کرامؒ کا استدلال رسول اللہ ﷺ کے اس فرمان سے ہے کہ "لاپتہ شوہر کی بیوی اس وقت تک اس کی بیوی ہی رہے گی جب تک گم شدہ آدمی کے متعلق کوئی واضح اطلاع نہ موصول ہو جائے"۔(سنن دار قطنی: ج ۳، ص ۳۱۲)

اگر چہ اس حدیث کی سند میں محمد بن شرحبیل صدانی نامی ایک راوی ضعیف ہے لیکن امام ابو حنیفہؒ کا ارشاد ہے کہ "الخبر الضعیف عن رسول اللہ اولی من القیاس، ولایحل القیاس مع وجودہ"۔ "یعنی باب میں اگر ضعیف حدیث بھی موجود ہو تو قیاس نہ کر کے اس سے استدلال کیا جائے گا"۔(المحلی لابن حزم: ج ۳، ص ۱۶۱)

احناف نے یہاں بھی امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے موٗقف کو چھوڑ کر امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے موٗقف کی طرف رجوع کیا ہے اور لاپتہ ہونے والے شوہر کے لئے ہم عمر لوگوں کی موت تک مدت مقرر نہیں کی بلکہ اس کا تعین حاکم کی رائے پر کیا ہے۔ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ سے دریافت کیا گیا کہ اگر کوئی عورت عدالت کے نوٹس میں لائے بغیر اپنے لاپتہ شوہر کا چار سال تک انتظار کرے تو اس مدت کا اعتبار کیا جائے گا؟ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے جواب دیا کہ: "اگر وہ اس طرح بیس سال بھی گزار دے تو اس کا کوئی اعتبار نہیں ہوگا"۔(المدونۃ الکبریٰ: ج ۲، ص ۹۳)

احناف کے نزدیک امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کا موقف صحیح ہے کیوں کہ اسے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ایک فیصلے کی تائید حاصل ہے۔ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے موقف کی بنیاد حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ فیصلہ ہے: "جس عورت کا خاوند گم ہو جائے اور اس کا پتہ معلوم نہ ہو کہ وہ کہاں ہے۔ تو وہ عورت چار سال تک انتظار کرے پھر چار ماہ دس دن عدت گزار کر چاہے تو دوسرا نکاح کرے"۔(موطا امام مالک: کتاب الطلاق)

اگر امام کرخیؒ کی عبارت کا وہی مطلب ہوتا جو عموماً مخالفیں کی طرف سے بیان کیا جاتا ہے تو احناف یہاں بھی امام ابو حنیفہؒ کے مؤقف کو اپناتے لیکن یہاں بھی احناف نے امام ابو حنیفہؒ کے مؤقف کو چھوڑ کر امام مالکؒ کے مؤقف کو اپنایا جبکہ امام ابو حنیفہؒ کا استدلال نبی کریم ﷺ کے فرمان عالیشان سے تھا۔

اتنے واضح اور مضبوط دلائل کے بعد بھی اگر کوئی کم عقل و کم فہم شخص یا فرقہ امام کرخیؒ کی عبارت کو بنیاد بنا کر احناف پر کیچڑ اچھالنے کی کوشش کرتا ہے تو ایسا شخص قرآن کی اس آیت کا مصداق بنتا ہے۔ ''وَالَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ بِغَيْرِ مَا اكْتَسَبُوْا فَقَدِ احْتَمَلُوْا بُهْتَانًا وَّاِثْمًا مُّبِيْنًا''۔ ''اور جو لوگ مومن مردوں اور عورتوں کو ناکردہ گناہوں پر ستاتے ہیں سو وہ اپنے سر بہتان اور صریح گناہ لیتے ہیں''۔[سورۃ الاحزاب:۵۸]

امام کرخیؒ کے بیان کردہ قاعدہ کا صحیح مطلب حضرت شاہ ولی اللہؒ نے بھی یہی بیان کیا ہے، چنانچہ آپؒ اپنی کتاب فیوض الحرمین میں لکھتے ہیں:

''عرضنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان فی المذہب الحنفی طریقۃ انیقۃ ھی اوفق الطرق بالسنۃ المعروفۃ التی جمعت ونقحت فی زمان البخاری واصحابہ وذلک ان یوخذ من اقوال الثلاثۃ قول اقبلھم بھا فی المسئلۃ ثم بعد ذلک یتبع اختیارات الفقہاء الحنفیین الذی علماء الحدیث''۔ ''حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو بتایا کہ مذہب حنفی میں ایک ایسا بہترین طریقہ و پہلو ہے کہ جو تمام طرق میں سب سے زیادہ ان احادیث کے موافق ہے جن کی تدوین و تنقیح امام بخاریؒ اور ان کے اصحاب کے دور میں ہوئی۔ اور وہ طریقہ یہ ہے کہ علماء ثلاثہ (یعنی امام صاحبؒ اور صاحبینؒ) کے اقوال میں سے جس کا قول حدیث کے معنی سے زیادہ قریب ہو اسے اختیار کیا جائے۔ پھر اس کے بعد ان حنفی فقہاء کے اختیارات پر عمل کیا جائے جو محدث بھی تھے''۔(فیوض الحرمین: ص ۴۹-۴۸)

اسی کتاب میں ایک اور جگہ لکھتے ہیں: ''پھر فقہ حنفی کے ساتھ احادیث کو تطبیق دینے کا ایک نمونہ و صورت مجھ پر منکشف کیا گیا اور بتایا گیا کہ ائمہ ثلاثہ (امام ابو حنیفہؒ و صاحبینؒ) میں سے کسی ایک کے قول کو لے لیا جائے، ان کے عام اقوال کو خاص قرار دیا جائے، ان کے مقاصد سے واقف ہوا جائے۔ اور بغیر زیادہ تاویل سے کام لئے احادیث کے ظاہری الفاظ کا جو مطلب سمجھ میں آتا ہو اس پر اکتفاء کیا جائے۔ نہ تو احادیث کو ایک دوسرے سے ٹکرایا جائے، اور نہ ہی کسی صحیح حدیث کو امت کے کسی فرد کے قول کے پیش نظر ترک کیا جائے''۔(فیوض الحرمین: ص ۶۳-۶۲)

اسی وجہ سے شیخ الھند شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ نے اپنی کتاب عقد الجید میں مکمل باب باندھ کر ائمہ اربعہ کی ہی اتباع اور پیروی کو واجب قرار دیا ہے اور دیگر مجتہدین کی پیروی سے منع کیا ہے۔ چنانچہ شیخ الھند شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ لکھتے ہیں:

''بَاب تَأْكِيد الْأَخْذ بِهَذِهِ الْمَذَاهب الْأَرْبَعَة. التَّشْدِيد فِي تَركهَا وَالْخُرُوج عَنْهَا''۔

''مذاہب اربعہ اختیار کرنے کی تاکید اور ان کو ترک کرنے کی ممانعت''۔

''اعْلَم أَن فِي الْأَخْذ بِهَذِهِ الْمذَاهب الْأَرْبَعَة مصلحَة عَظِيمَة وَفِي الْإِعْرَاض عَنْهَا كلهَا مفْسدَة كَبِيرَة وَنحن نبين ذَلِك بِوُجُوه''۔

''جان لیناچاہیئے کہ ان مذاہب اربعہ کے اختیار کرنے میں عظیم مصلحت ہے اور ان کے چھوڑ دینے میں بہت بڑا افساد ہے''۔(عقد الجید فی أحکام الاجتھاد والتقلید شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ: ص ۴۰)

''أَو مدونة فِي كتب مَشْهُورَة وَأَن تكون مخدومة بِأَن يبين الرَّاجِح من محتملاتها ويخصص عمومها فِي بعض الْمَوَاضِع ويقيد مُطلقهَا فِي بعض الْمَوَاضِع وَيجمع الْمُخْتَلف مِنْهَا وَيبين علل أَحْكَامهَا وَإِلَّا لم يَصح الِاعْتِمَاد عَلَيْهَا وَلَيْسَ مَذْهَب فِي هَذِه الْأَزْمِنَة الْمُتَأَخِّرَة بِهَذِهِ الصّفة إِلَّا هَذِه الْمذَاهب الْأَرْبَعَة اللَّهُمَّ إِلَّا مَذْهَب الإمامية والزيدية وهم أهل الْبِدْعَة لَا يجوز الِاعْتِمَاد على أقاويلهم''۔ ''اب بعد کے ادوار میں رائج شدہ فقھی مسالک کے علاوہ کوئی ایسا فقھی مسلک نہیں ہے جس کی تقلید کی جاسکے۔ لے دے کر مسلک امامیہ اور مسلک زیدیہ رہ جاتے ہیں۔ مگر یہ فقھی مسالک اہل بدعت اور اہل تشیع کے ہیں. ان کے اقوال اور فتاویٰ پر اعتماد نہیں کیا جاسکتا''۔ ''وَثَانِيهَا قَالَ رَسُول الله صلى الله عَلَيْهِ وَسلم اتبعُوا السوَاد الْأَعْظَم وَلما اندرست الْمذَاهب الحقة إِلَّا هَذِه الْأَرْبَعَة كَانَ اتبَاعهَا اتبَاعا للسواد الْأَعْظَم وَالْخُرُوج عَنْهَا خُرُوجًا عَن السوَاد الْأَعْظَم''۔

''رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے کہ: سوادِ اعظم (بڑی جماعت) کی پیروی کرو۔ ان چار فقہی مسالک (حنفی، مالکی، شافعی، حنبلی) کے علاوہ حق پر مبنی کوئی اور فقہی مسلک عملاً دنیا میں موجود نہیں ہے۔ لہٰذا ان کی پیروی سوادِ اعظم کی پیروی کہلائے گی۔ اور ان چاروں مسالک کو چھوڑ دینا اور ان سے باہر ہو جانا، سوادِ اعظم سے نکل جانے کے مترادف ہو گا''۔(عقد الجید فی أحکام الاجتھاد والتقلید شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ: ص ۴۱)

سمجھنے کی بات یہ ہے کہ اپنی کتاب فیوض الحرمین میں دونوں مقامات پر حضرت شاہ ولی اللہ ائمہ ثلاثہ (یعنی امام ابوحنیفہؒ اور صاحبینؒ) کا ہی ذکر کرتے ہیں کہ ان کے اقوال سے باہر نہ نکلا جائے۔ بالواسطہ یہ بات کہہ رہے ہیں کہ ائمہ ثلاثہ میں سے تینوں کسی ایسے قول پر متفق ہو جائیں جس پر قرآن وحدیث کی کوئی دلیل نہ ہو ایسا نہیں ہو سکتا بلکہ ان میں سے کسی ایک کا قول قرآن وحدیث کی تائید سے متصف ہو گا۔

اگر مخالفین کو اللہ تبارک وتعالیٰ نے عقل سلیم کی دولت سے نوازا ہے تو امام کرخیؒ کے قول پر غور کریں۔ وہ بھی بالواسطہ طور پر یہی کہہ رہے ہیں لیکن ان کے طرز تعبیر نے ان کو بیجا ملامت کا نشانہ بنا دیا ہے۔ دراصل حقیقت یہ ہے کہ ائمہ احناف نے بسا اوقات ایسا موہم طرز اپنی

کتابوں میں اختیار کیا ہے جس سے کچھ لوگوں کو غلط فہمی ہوگئی اور کچھ لوگ جو پہلے سے جلے بھنے بیٹھے تھے انہوں نے اپنی روٹیاں سینکنے کا اسے اچھا موقع شمار کیا۔

مثلاً احناف کا ایک اصول ہے کہ کوئی آیت جب عام ہو تو اس کی خبر واحد سے تخصیص نہیں ہو سکتی۔ اس موقع پر احناف نے ایسا طرز اسلوب اختیار کیا ہے جس سے لگتا ہے کہ خبر واحد کی ان کے نزدیک کوئی اہمیت نہیں۔ جب کہ حقیقت یہ ہے کہ احناف کا کہنا ہے کہ قرآن کی آیت جب عام ہو تو خبر واحد سے تخصیص درجہ فرض میں نہیں ہو سکتی درجہ وجوب میں ہو سکتی ہے۔ اس کی بہترین وضاحت علامہ انور شاہ کشمیریؒ نے فیض الباری کے مقدمہ میں کی ہے۔ چنانچہ وہ لکھتے ہیں:

''ان النص اذا جاء ساکتا عن شیء وجاء الخبر یثبته فهل تجوز تلک الزیادة وتزاد به علی القاطع. فماذکره سادا تنا العظام رحمهم الله تعالیٰ انها لاتجوز لانها فی معنی النسخ وهولایجوز من خبرالواحد ومن اجل تلک المقالة شنع علیهم بعض المحدثین۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔فانهم فهموا ان امامنا الهمام لایبالی بخبرالنبی صلی الله علیه وسلم مبالاة ولایهم بالاعمال هما وهذا کماتری یبنی علی صورة التعبر فقط۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔فلذا غیرت عنوانهم من السلب الی الایجاب وکم من مواضع فعلت فیما مثل صنیعی. فی هذاالمقام غیرت العنوان وبقیت المسالة علی حالها فانی اجد کثیرا من اعتراضاتهم علینا من هذاالقبیل فاذا غیرالعنوان اندفعت وطاحت وهذا کماقیل: والحق قد یعتریه سوء تعبیر، وبعض الاعتراضات تبنی علی سوء الفهم وفرط التعصب. وهذاایضا من باب : کم من عائب قولا صحیحا وآفته من الفهم السقیم فاقول مغیرا کلامهم ان خبرالواحد تجوز منه الزیادة لکن فی مرتبه النقل فلایزاد به علی القاطع رکنا اوشرطا فماثبت من القاطع یکون رکنااوشرطاً وماثبت من الخبر یکون واجبا اورمستحبا حسب اقتضاء المقام ولیس هذا من باب التغیرفی المسالة بل من باب التصرف فی التعبیر. فان الزیادة عندهم فی مرتبة الرکنیة والشرطیة هی التی تسمی زیادة اصطلاحا واما فی مرتبة الوجوب والاستحباب. فلایسمونها زیادة فحینئذ معنی قولهم لاتجوز الزیادة ای فی مرتبة الرکنیة والشرطیه''۔

''جب نص کسی مسئلے میں خاموش ہو اور خبر واحد اس کا اثبات کر رہا ہو تو کیا اس خبر واحد کے ذریعہ نص پر اضافہ معتبر ہوگا۔ اور اس کے ذریعہ نص قطعی پر اضافہ کیا جا سکے گا۔ ہمارے فقہاء نے ذکر کیا ہے کہ خبر واحد کے ذریعہ نص پر اضافہ کرنا درست نہیں ہوگا۔ کیونکہ وہ نسخ کے معنی میں ہو جائے گا اور یہ خبر واحد کے ذریعہ جائز نہیں ہے اور اسی بات کی وجہ سے بعض محدثین نے احناف پر تشنیع کی ہے۔ ان لوگوں نے یہ سمجھا کہ ہمارے امام صاحب رسول پاک کے فرمودات کو اہمیت نہیں دیتے اور نہ ہی اعمال کو ایمان کیلئے ضروری سمجھتے ہیں۔ اور جیسا کہ آپ جانتے ہیں یہ کہ سب اسلوب بیان اور تعبیر کی وجہ سے ہوا ہے۔ اسی لئے میں نے اس عنوان کو منفی سے مثبت کر دیا ہے اور دیگر مقامات پر

بھی یہاں کا ہی عمل دوہرایا ہے۔ اس مقام پر میں نے صرف عنوان بدلا ہے۔ نفس مسئلہ سے کوئی تعرض نہیں کیا ہے وہ اپنی جگہ پر برقرار ہے۔ میں نے پایا ہے کہ ہم پر محدثین کے بہت سارے اعتراضات اسی قبیل سے ہیں۔ لہٰذا جب تعبیر بدل دی جائے تو ان کے تمام اعتراضات ختم ہو جاتے ہیں اور ہوا میں اڑ جاتے ہیں۔ اور ویسا ہی ہے جیسا کہ کہا گیا ہے۔ کبھی کبھار بری تعبیر کی وجہ سے حق بات بری معلوم ہونے لگتی ہے۔ ہاں بعض اعتراضات محدثین کے یا احناف پر اعتراض کرنے والوں کے سوء فہم اور تعصب کی وجہ سے ہیں۔ تو میں ان کی بات کو بدل کر کہتا ہوں کہ خبر واحد سے اضافہ درست ہے لیکن گمان کے مرتبہ میں۔ تو اب خبر واحد کے ذریعہ نص قطعی پر کسی رکن اور شرط کا اضافہ نہیں کیا جا سکتا جو مسئلہ یا جو بات نص قطعی سے ثابت ہوگی تو وہ رکن اور شرط کے درجہ میں ہوگی اور جو چیز خبر واحد سے ثابت ہو گیا تو وہ تقاضائے کلام کے مطابق واجب یا مستحب ہوگی۔ میری یہ بات مسئلہ میں ردوبدل نہیں ہے بلکہ صرف تعبیر میں فرق ہے۔ فقہاء احناف کے نزدیک اضافہ اس کو کہتے ہیں جو کہ رکن اور شرط کے درجہ میں ہو اس سے کمتر درجہ میں (وجوب یا استحباب) اگر کوئی اضافہ ہو رہا ہے تو وہ اس کو اصطلاحی طور پر اضافہ نہیں مانتے۔ تو اب ان کے قول کا مطلب کہ خبر واحد کے ذریعہ نص پر اضافہ درست نہیں ہے یہ ہوا کہ رکنیت اور شرط کے مرتبہ میں اضافہ درست نہیں ہے۔ اب ہم اسی طرز پر کہتے ہیں کہ حضرت امام کرخی کی بات کو آپ منفی سے مثبت کر دیجئے اوران کی بات کو باقی رکھتے ہوئے یہ کہئے کہ ہمارے اصحاب نے اگر کسی آیت پر عمل کو ترک کیا ہے تو اس کی وجہ یہ رہی ہوگی کہ یا تو وہ آیت منسوخ ہوگی یا پھر اس کے ظاہری طور پر معارض دوسری آیت پر عمل کیا گیا ہو گا اور اس کیلئے ان کے پاس وجہ ترجیح ہوگی بہتر یہ ہے کہ دونوں آیتوں میں تطبیق کی صورت اختیار کی جائے۔ ہر وہ حدیث جس پر ہمارے اصحاب نے عمل نہیں کیا یا اس کو ترک کیا ہے تو اس کی وجہ یہ رہی ہوگی کہ یا تو وہ حدیث منسوخ ہوگی یا اس کے معارض دوسری حدیث پر انہوں نے عمل کیا ہو گا جس کے ترجیح کے دلائل ان کے پاس ہوں گے یا پھر دونوں حدیث میں تاویل کرکے تطبیق اور توفیق کی صورت پیدا کیا جائے۔ (فیض الباری مقدمہ: جلد اول)

اب دیکھئے کیا اس بیان میں کوئی غلط بات ہے۔ کوئی ایسی بات جس پر کسی بھی گوشہ سے اعتراض کی زد پڑتی ہو حالانکہ نفس مسئلہ میں کوئی تغیر نہیں کیا گیا ہے صرف تعبیر اور اسلوب بیان بدل دیا گیا ہے۔

امام الکرخیؒ کی عبارت کا غلط مطلب بیان کرنے والوں پر مشہور محقق اور شافعی عالم ڈاکٹر عبد العظیم الدیب کا رد

اللہ تعالیٰ جزائے خیر دے محقق و شافعی عالم ڈاکٹر عبد العظیم الدیب کو جنہوں نے بڑے اخلاص کے ساتھ یہ بات محسوس کی کہ امام کرخیؒ کی عبارت کا صحیح مفہوم ہرگز وہ نہیں ہے جو عام طور پر شہرت یافتہ مصنفین یا مقالہ نگار ہزاروں کے مجمع میں اور بین الاقوامی کانفرنسوں اور یونیورسٹیوں کے لیکچر ہالوں میں بیان کرتے ہیں۔ اس کے بعد آپ نے کمال امانت و شجاعت کے ساتھ یہ اعلان بھی کیا کہ اس پروپیگنڈے کے پیچھے غلط ذہنیت کام کر رہی ہے جس کا مقصد عام لوگوں کو ائمہ احناف سے بدظن کرنا ہے۔

ڈاکٹر عبد العظیم الدیب صاحب فرماتے ہیں: ''أما أن تقرأ ھذہ العبارۃ تلک القراءۃ الشائنۃ فذلک أثر من آثار ثقافۃ شوھاء نحو تاریخنا بشقیۃ السیاسی والفکری''۔ ''جہاں تک اس عبارت کا اتنا غلط مفہوم نکالنے کا معاملہ ہے تو درحقیقت ہماری فکری و ثقافتی تاریخ کی غلط اور بگڑی ہوئی خواندگی کا اثر ہے''۔

آپ نے ایسے عام اور خاص لوگوں کے بارے میں یہاں تک فرمایا کہ: "وکم أتمنی أن یعثر باحث علی أول من ردد هذه العبارة قرأها هذه القراءة فانی أشم فیها ذخر المستشرقین، وقمامة افکارهم"۔ "میری بے پناہ خواہش ہے کہ کوئی ریسرچ اسکالر اس حقیقت تک پہنچ پاتا کہ اس عبارت کو اس تشریح کے ساتھ سب سے پہلے کس نے نقل کیا؟ مجھے تو اس میں مستشرقین کے منہ کی غلاظت اور ان کے افکار کے کوڑے دان کی بو محسوس ہو رہی ہے"۔ (مقدمہ نہایۃ المطلب: ص۹۱)

اس کے بعد اپنی تائید میں اپنے استاذ شیخ ابوزهرہ کی عبارت نقل کرتے ہیں: "**ونحب أن تقرر هنا أنه فی حال الأخذ بالرأی عند من یأخذون به فی مقابل الحدیث لا یعد الحدیث صحیح النسبة الی النبی ﷺ. بل انهم ینکرون هذه النسبة ویعتبرون الخبر المروی شاذا منه اذ أنه یخالف القواعد المقررة الثابتة المأخوذة من مقاصد الشریعة العامة، ونصوصها الخاصة**"۔ (تاریخ المذہب الاسلامیۃ: ص۲۸۹)

امام کرخیؒ کے قول کی غلط تشریح سن کر ان کی کیفیت کیا ہوتی تھی اس کا اظہار کرتے ہوئے ڈاکٹر عبد العظیم الدیب لکھتے ہیں: "بدأت أتململ حینما أسمع باحثا مرموقا یحکی هذه العبارة۔ بهذا الفهم فی قاعة المؤتمرات والندوات أمام عشرات العلماء ومئات الطلاب"۔ "جب کسی نامور اسکالر سے کانفرنسوں اور سیمیناروں میں اس عبارت کی ایسی تشریح دسیوں علماء اور سینکڑوں طلبہ کے سامنے سنتا تو مجھے بے چینی ہونے لگتی تھی"۔

پھر مزید فرماتے ہیں کہ: "ورحت اقرأ هذه العبارة قراءة أخری عکس ما تقرأ وترددعلیه رحت اقرأ هذه العبارة فی ضوء معرفتی المتواضعة، بتاریخ أئمتنا، وأخلاقهم وورعهم"۔ "چنانچہ میں نے اس عبارت کو اس مفہوم کے برعکس پڑھنے کی کوشش کی جو عام طور پر پھیلایا جارہا ہے، میں نے اس عبارت کو اپنے ائمہ کی تاریخ، ان کے اخلاق اور انکے زہد ورع کے بارے میں اپنی معلومات کی روشنی میں پڑھنے کی کوشش کی"۔ (مقدمہ نہایۃ المطلب: ص۹۰)

تقلید، غیر مقلدین اور چور دروازہ

چند ضروری باتیں

تقلید کی اہمیت فائدہ:

اہمیت نمبر1: اگر تقلید (بڑوں پر اعتماد) والا مزاج بن جائے تو امت میں اتحاد ہو سکتا ہے۔

اہمیت نمبر2: اس دور میں منکرین تقلید نے تقلید کو عقیدہ کی حیثیت دی ہے، مقلدین پر کفر و شرک کے فتوے لگائے ہیں۔

نمبر1: تعریف تقلید

تقلید کا معنی:

تقلید "قلادہ" سے ہے جس کا معنی "پٹہ" بھی ہے اور "ہار" بھی۔ غیر مقلد ہمیشہ پٹہ والا معنی کرتا ہے۔ حجۃ اللہ فی الارض رئیس المناظرین حضرت مولانا محمد امین صفدر اکاڑوی نور اللہ مرقدہ فرماتے تھے کہ تقلید "قلادہ" سے ہے۔ اگر جانور کے گلے میں ہو تو "پٹہ" اور اگر انسان کے گلے میں ہو تو "ہار" کہلاتا ہے۔ اب جانور جانوروں والا معنی کرتے ہیں اور انسان انسانوں والا۔

پسند اپنی اپنی نظر اپنی اپنی

یہاں بھی غیر مقلدین نے اصول کرخی کی طرح تقلید کے معنی بھی اپنے موقف کے مطابق کیا ہے تا کہ امت کو دھوکا دے سکیں اور منافقت سے کام لیا جو کے غیر مقلدین کا مذہب ہے۔

جواب: تقلید کی دو قسمیں ہیں۔۱۔ تقلید محمود۔۔۔ ۲۔ تقلید مذموم

"محمود" کا مطلب مسائل اجتہادیہ میں فقہاء و مجتہدین کی تقلید کرنا ہے اور "مذموم" کا مطلب وہ تقلید ہے جو اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کے مخالف و مدمقابل ہو۔ اس طرح کی آیات میں تقلید مذموم کی تردید ہے۔

غیر مقلدین کا داوہ ہے کی وہ تقلید نہیں کرتے حالاں کہ غیر مقلدین خود چوری چھپے تقلید کرتے نظر آتے ہیں۔ تقلید کہ مسئلہ میں جو اختلاف اس فرقہ نے پیدا کیا ہے عالم اسلام میں کسی نے بھی ۱۴۰۰ سال میں برپہ نہیں کیا۔ غیر مقلدین نے اس بہانے اپنی جماعت کو بچانے کی ناکام کوشش کی ہے مگر خود غیر مقلدین کی جماعت اس مسئلہ پر اتفاق نہیں کرتے ہیں اور چور دروازہ سے تقلید کرتے نظر آتے ہیں۔ جبکہ ہمارے نزدیک تقلید محمود حجت ہے تقلید مذموم نہیں مگر غیر مقلدین امت مسلمہ کو یہ باور کرانے کی کوشش کرتے ہیں کی امام احمد اور امام شافعی رحمہ اللہ نے مطلقن تقلید کا رد کیا ہے حالاں کہ ایسا بالکل بھی نہیں ہیں بلکہ امام احمد تو خد تقلید کی تائد میں ہیں اور امام شافعی کی تقلید کا حکم دیتے نظر آتے ہیں مگر غیر مقلدین تو تعصب میں اتنا آگے بڑھ چکے ہیں کی ائمہ دین کی ترف جھوٹی باتیں پھیلاتے ہیں حالاں کہ آگر تعصب کو بالا تاق رکھ کر تحقیق کی جائے تو یقیننن آپ اسلاف کو تقلید محمود پر کاربند پائیں گے۔ اور جس تقلید کا رد وہ ائمہ دین کرتے نظر آتے ہیں وہ تقلید مذموم ہے جسکا قائل شاید ہی کوئی ہو۔ اب میں سرف اتنا پوچھنا چاہتا ہوں کے جب **بالفرض** یہ دونوں امام تقلید کا مطلقن انکار کرتے تھے تو اپنی کتب کو کیوں مدون کیا اور کس کے لیے کیا؟ جب وہ چاہتے ہی تھے کے تقلید نہ کی جائے تو اپنی تصنیفات کس کے لیے چھوڑیں؟ تو اس سے معلوم یہ ہوا کی غیر مقلدین نے اس میں بھی خیانت سے کام لیا ہے۔ جبکہ امام احمد خد اپنے استاذ امام شافعی رحمہ اللہ کی تقلید کا حکم دیتے ہیں۔

امام خطیب بغدادی رحمہ اللہ نے امام ابن حجر رحمہ اللہ سے نقل کرتے ہیں کہ ایک مسلہ کی تحقیق میں ایک سائل نے کہا اس مسئلہ میں تو کوئی صحیح حدیث موجود نہیں ہے۔ اس پر امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ فرماتے ہیں۔

فقال ان لم یصح فیه حدیث فقیه قول الشافعی ,وحجة اثبت شئی ء فیه (تاریخ البغداد، ج۲، ص۶۷ و تہذیب)

اگر حدیث موجود نہیں تو نہ صحیح۔ اس میں حضرت امام شافعی (**فقیه قول الشافعی ,وحجة اثبت شئی ء فیه**) کا قول تو موجود ہے۔

تو قارئین کرام کیا غیر مقلدین کا ان ائمہ کا نام لے کر فساد برپہ نہیں کر رہے ہیں کیا امت مسلمہ میں تفرقہ نہیں ڈال رہے ہیں؟

غیر مقلدین نے امام شافعی اور امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کی جانب سے دو اقوال پیش کیے ہیں جس سے یہ باور کرانے کی کوشش کی گئی ہے کی امام احمد اور امام شافعی دونوں حضرات تقلید کے منکر ہیں۔ لھذہ ہم امام احمد سے ہی خد تقلید کا جواز ثابت کرتے ہیں۔

امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کا فرمان۔

جس شخص کا گمان ہے کہ تقلید کوئی چیز نہیں اور وہ دین کے معاملہ میں کسی کی تقلید نہیں کرتا تو اس شخص کا قول خدا اور اس کے رسول کے نزدیک ایک نافرمان کا قول ہے جو اپنے اس قول کے ذریعہ علم و سنت کو رائگاں اور اثر (یعنی اقوال و احادث صحابہ و تابعین) کو باطل کرنا چاہتا ہے اور خد رائی بکواس بدعت اور اختلاف کی بنیاد رکھنا چاہتا ہے۔

یہ اقوال اور مذاہب جو میں نے ما سبق میں ذکر کئے ہیں حدیث و آثار والوں اور اہل سنت والجماعت کے مذاہب ہیں اور ان ارباب علم کے اقوال و مذاہب ہیں جن کو ہم نے پایا ہے اور جن سے ہم نے علم حدیث حاصل کیا ہے اور جن سے سنن کی تعلیم حاصل کی ہے وہ اصحاب صدق اور معروف و معتمد ائمہ دین تھے جن سے دین حاصل کیا جاتا ہے اور جن کی پیروی کی جاتی ہے نہ وہ اہل بدعت تھے اور نہ مخالفت اور گڑبڑ پیدا کرنے والے تھے۔

اور یہی قول ان کے پہلے ائمہ دین کا ہے اس لئے تم بھی اس کو مضبوطی سے پکڑ لو۔ (خدا تم پر رحم کرے) اور اسی کو سیکھ لو اور سکھاو توفیق اللہ کی طرف سے ہے۔ (طبقات حنابلہ، ج۱، ص۳۱)

اعلام الموقعین میں علامہ ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے تقریباً ۱۳۰ حضرات مجتہد تھے، باقی ان کے بتائے ہوئے اجتہادی مسائل کی تقلید کرتے تھے۔

تو میرا سوال غیر مقلدین سے یہ ہے کی امام ابن حجر، امام حاکم، امام ابن قیم رحمہ اللہ علیہم نے تو تقلید محمود کا سہارا لیا مگر آپ لوگوں کی کرم فرمایاں ایسی ہیں کہ آپنے تو ان تین ائمہ کو ہی نبی پاک کا مخالف ثابت کرنے کی نقام کوشش کی ہے جسکا رد ہم کر چکے ہیں۔ الحمد اللہ ــــــ۔ قارئین کرام ہمنے ثابت کیا کی یہ اہل سنت کے دونوں امام تقلید کے کائل تھے اس ہی وجہ سے اپنی فقہ کو مدون کرا اور آنے والے لوگوں کے لیے اپنے اقوال کو چھوڑا جس طرح امام احمد نے امام شافعی رحمہ اللہ کے لیے فرمایا ہے۔ لھذا غیر مقلدین کا تحریر میں مئلہ تقلید کو چھیڑنا جہالت ہے۔

غیر مقلدین کے گھر کی گواہی

غیر مقلدین کے شیخ الکل محدث میاں نذیر حسین دہلوی فرماتے ہیں۔

پس ثابت ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کو اور مجتہد کی اتباع کو تقلید کہنا جائز ہے۔ (میار الحق، ص ۷۳)

یہی نہیں علامہ البانی فرماتے ہیں کہ: مجھے تقلید کہ حرمت کی دلیل معلوم نہیں۔ (فتاوی البانیہ)

یہ ہیں محدث دوراں غیر مقلدین کے۔

علامہ عابد سندھی کو بدعتی بنانے کی نکام کوشش

علامہ عابد محدث سندھی رحمت اللہ علیہ م ۱۲۵۷ھ جو کی اپنے وقت کی بلند پایہ عالم محدث فقیہ ہیں جنکے بارے میں آپ اگر حرمین شرفین مین علماء سے تحقیق کریں گے تو آپکے تمام شبہات رفع ہو جائیں گے انشاء اللہ

غیر مقلدین نے علامہ عابد سندھی رحمہ اللہ کی ذات کو مشکوک بنانے کے لیے ایک نیا ہربہ اپنایا ہے نینھے محققین صاحب نے۔ وہ علامہ عابد سندھی کی الخلافیات کی ترک رفع یدین کی حدیث کی تصیح کو یہ کھکر رد کرنے کی ناہم کوشش کی ہے کہ وہ متاخرین میں سے ہیں جو کی غیر مقلدین کا وضع کردہ اصول ہے **اگر بالفرض** مان بھی لیا جائے تو کیا غیر مقلدین کے یہاں قیامت تک کے لیے ٹایر جوڑنے والے بھی مجتہد پیدا ہوتے رہیں گے کیوں کہ غیر مقلدین کے لیے اجتہاد کا دروازہ قیامت تک کھلا ہے تو محدثین کے پیدا ہونے کا نہی کھلا ہے؟؟

تحقیقی جواب: کیا اس وضع کردہ اصول پر خد غیر مقلدین عمل کرتے ہیں یا نہیں آئیں دیکھتے ہیں۔ غیر مقلدین کے جب اپنے موقف کی بات آتی ہے تو جھٹ سے متاخرین کا حدیث پر حکم تصیح و تضعیف مان لیتے ہیں اسکے پہلے ہم غیر مقلدین کے متاخرین محدثین کی لسٹ کچھ اس طرح ہے۔

احمد اللہ محدث پرتاپ گڑھی م۱۳۶۲ھ

محدث عبد اللہ روپڑی

عبد الرحمان محدث مبارکپوری م۱۳۵۳

حافظ عبد اللہ محدث غازی پوری م۱۳۳۷ھ

حافظ محمد محدث گوندلوی

علامہ قاضی علی شوکانی م۱۲۵۰ھ

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی

علامہ ناصر الدین البانی

شیخ احمد شاکر

شیخ عبد القادر الارنووط

شیخ شعیب الارنووط

یہ وہ لوگ ہیں جن کی تصیح وتضعیف بلا دلیل تسلیم کر لی جاتی ہے غیر مقلدین کی یہ دوغلی پولیسی نہیں تو اور کیا ہے احناف دیوبند سے تعصب نہیں تو اور کیا ہے۔

تصیح اور تضعیف میں غیر مقلدین کی دوغلی پالیسی

سب سے پہلے ہم قاضی علی شوکانی کے بارے میں بتانا چاہیں گے کے غیر مقلدیں کے یہاں انکا مقام بہت بڑا ہے۔ شیخ عبد الرحمان بن حسن آل شیخ فرماتے ہیں جن کا تزکرہ آپ کو غازی عزیز مبارکپوری غیر مقلد صاحب کی کتاب **جادو کی حقیقت** میں جگہ جگہ مل جائے گا کیوں کہ غیر مقلد غازی عزیز مبارکپوری اپنی اس ہی کتاب میں بڑا کام لیا ہے ان سے، بہر حال

شیخ عبد الرحمان بن حسن آل شیخ فرماتے: **مجتهدالوقت الامام المفسر المحدث الفقیه الاصولی محمد بن علی بن محمد الشوکانی الخولانی الصنعانی۱۲۵۰ھ** / ھدایۃ المستفید، ج۱، ص۷۰

ان کو خد غالی غیر مقلد زبیر علیزئی نے اپنے اماموں میں شمار کیا ہے سلفی علماء کہا ہے۔ / تحقیقی مقالات / توضیح الاحکام۔ج ۱، ص۲۱۱ / ماہنامہ الحدیث، ۵۷/ ۱۸

غیر مقلدین امام شوکانی کو امام مانتے ہیں آپنے دیکھ لیا ہے اور انکی تصیح وتضعیف قبول کرتے ہیں، اور مزے کی بات یہ ہے کی علاماشوکانی

۱۲۵۰ھ میں فوت ہوے ہیں اور علامہ محدث عابد سندھی ۱۲۵۷ھ میں فوت ہوئے ہیں تو دونوں ہم عصر ہیں اور دونوں میں سرف ۷ سال کا وقفہ ہے اور متعصب غیر مقلدین نے ان ۷ سال میں تصحیح وتضعیف کا باب ہی بدل ڈالا۔

علامہ البانی رحمہ اللہ

غیر مقلد عالم مولانا محمد احمد اثری فرماتے ہیں۔ **اس وقت محدث دوراں علامہ البانی رحمت اللہ علیہ** / تمام المنۃ ص ۳۔۶

عمران ایوب لاہوری غیر مقلد صاحب لکھتے ہیں۔

احادیث کی تحقیق کے لیے سب سے زیادہ اعتماد شیخ البانی کی تحقیق پر کیا گیا ہے چنانچہ ہر حدیث کے حوالہ کی ابتداء میں صحیح، حسن، ضعیف کا حکم انہی کا ہے۔ شیخ کی تحقیق کے علاوہ جن دیگر علماء و محققین کی تحقیق سے استفادہ کیا گیا ہے

عصر حاظر کے شیخ شعیب الارنووط، شیخ عبد القادر الارنووط، شیخ محمد صبحی حسن خلاق، شیخ علی محمد معوص، شیخ عادل عبد الموجود اور حازم علی قاضی وغیرہ شامل ہیں۔

احادیث کی تخریج کے لیے معیاری نمبرنگ کو ملحوظ رکھا گیا ہے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔امام شوکانی۔۔۔۔۔امام صنعانی، شمس الحق عظیم آبادی، عبد الرحمان مبارکپوری، نواب صدیق حسن خان، سید سابق، علامہ ناصر الدین البانی، شیخ ابن باز، شیخ صالح عثیمن، شیخ ابن جبرین، شیخ فوزان، شیخ محمد بن ابراہیم آل شیخ، شیخ عبد الرحمان سعدی، شیخ عبد اللہ بن حمید اور سعودی مجلس افتاء۔ /فقہ الحدیث ج ۱، ص ۴۶

تو اب غیر مقلدین سے ہمارا یہ سوال ہے کی کے اب آپ کو نہیں پتا کے یہ جماعت متاخرین کی ہے تو انکی تصحیح وتضعیف کیسے قابل حجت ہو سکتی ہے۔

ایک جگہ اور عمران ایوب لاہوری غیر مقلد صاحب تصحیح وتضعیف مانتے ہیں شیخ شعیب الارنووط اور شیخ البانی کی۔ فقہ الاسلام۔ ص ۴

اس مکمل دلائل کو سامنے رکھکر ہم یہ کہتے ہیں کی غیر مقلدین کا یہ بنایا ہوا اصول باطل ومر دود ہے اور علامہ عابد سندھی رحمت اللہ علیہ کی تصیح بالکل درست ہے۔

ننھے محققین صاحب نے بڑے ہی چلاقی سے علامہ عابد سندھی کو بدعتی بنانے کی ناکام جاہلانا حرکت کی ہے اپنی تحریر میں وہ علامہ عابد سندھی رحمت اللہ علیہ کے رسائل سے ایک ہوالہ دیتے ہیں جہاں لکھا ہے کی مومنین کی روحوں کا اپنے گھروں میں آنا اس سے یہ باور کرانے کی کوشش کی گئی کے علامہ عابد سندھی نے اپنے پاس سے یہ لکھا ہے مگر ہم نے جب آگے چل کر مطالعہ کیا تو پتا یہ چلا کے یہ واقعہ علامہ عابد

سندھی علیہ رحمہ کا نہیں بلکہ امام غزالی رحمہ اللہ کا ہے اور وہاں صاف صاف لکھا ہے کی امام غزالی نے احیاء العلوم میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت بیان کی ہے تو اس سے معلوم یہ ہوا کی امام علامہ عابد سندھی تو سرف ناقل ہیں اصل تو حوالا امام غزالی کا ہے اور غیر مقلدیت میں اگر حمت ہے تو امام غزالی رحمہ اللہ پر فتوی لگائیں۔ اس سے پہلے غیر مقلدین نے بریلوی مترجم کی بات کو علامہ عابد سندھی کو صوفی لکھا ہے تو غیر مقلدین نے منافقت دکھاتے ہوئے اس بریلوی کی بات ہم پر چسپا کر کے یہ صابت کرنے کی کوشش کی علامہ موصوف صوفی ہیں حالاں کے کسی کے کہنے سے کوئی صوفی بن جاتا ہے تو غیر مقلدین کے لیے حوالہ جات پیش خدمت ہے۔

غیر مقلدین کے گھر کی گواہی

غیر مقلد مولانا عبد السلام مبارک پوری اپنی کتاب میں امام بخاری کے حوالہ سے لکھتے ہیں۔

یہ بات کچھ کم حیرت سے نہیں دیکھی جائے گی کہ مشہور محقق علامہ شعرانی نے امام المحدثین کو ان صوفیوں میں شمار کیا ہے جن کا تصوف مانا ہوا ہے اور جن کی پیروی کی جاتی ہے۔ / سیرۃ البخاری، ص ۱۷۴

مولوی عبد الرحمان کیلانی غیر مقلد صاحب لکھتے ہیں۔ امام ابن قیم اور انکے استاد جناب امام ابن تیمیہ دونوں بزرگ نا صرف یہ کے سماع موتی کے قائل تھے بلکہ اسی طبقہ صوفیہ ء سے تعلق رکھتے تھے۔ / روح عذاب قبر اور سماع موتی، ص ۵۵

تو غیر مقلد دین کیا خیال ہے؟ آپکا اب امام بخاری اور امام ابن تیمیہ اور ابن قیم رحمہ اللہ علیہم کے لیے۔ کہ ان کی شکسیات مشکوک نہیں بنتی کیا آپ ان کو اب صوفی مان نے کو تیار ہیں لھذا آپ کا یہ عتراض بھی باطل مر دود ہے اور علاما عابد سندھی محدث وفقیہ ہیں اور ہم آپکو بتاتے چلیں کے جمیعت اہل حدیث سندھ پاکستان نے علامہ عابد سندھی کو متاخرین اہل الحدیث میں شمار کیا ہے انٹرنیٹ پر تحریر موجود ہے۔

اس کہ علاوہ خد پیر بدیع الدین شاہ راشدی غیر مقلد صاحب نے اہل حدیث مانا ہے۔ / **تنقید سدید**

غیر مقلدین کے محدث علامہ محمد احمد شاکر فرماتے ہیں۔

العالم العظیم الشیخ محمد عابد السندی محدث المدینہ المنورۃ فی القرن الماضی / مقدمہ ترمزی للشاکر

تو جی ننھے محققین صاحب اب آپ کیا کہیں گے جمیعت اہل حدیث سندھ پاکستان، پیر بدیع الدین شاہ راشدی کو اور علامہ شاکر کو وہ سارے بدعتی ہیں یہ اہل حدیث ہی ہیں لھذا جاہلانہ اعتراض کرنے سے اجتناب کریں۔

امام الحافظ محدث علاء الدین مغلطائی رحمۃ اللہ علیہ کی ذات گرامی کو مجروح بنانے کی نکام کوشش

مشہور محدث، حافظ العصر شیخ المحدثین ابو عبد اللہ علاء الدین المغلطائی بن قلیج المصری م ۷۶۲ھ کی ذات گرامی کو مجروح کرنے لئے متعصب غیر مقلد وہابی زبیر علیزئی نے ان پر جرح کی ہے اور ضعیف ثابت کرنے کی ناکام کوشش کی اور ان ہی کے اندھے ننھے محققین صاحب نے بھی وہیں سے نقل ماردی بہر حال ہم آپکو امام محدث مغلطائی رحمہ اللہ کی توثیق تعدیل وثناء پیش کرتے ہیں۔

محدث ابن رافع رحمہ اللہ۔۔الشیخ الفاضل المحدث / الوافیات بر قم ۷۵۹

امام صلاح الدین صفدی رحمہ اللہ۔۔الشیخ الامام الحافظ القدوۃ .شیخ الحدیث اور کہتے ہیں عندہ کتب الکثیرہ واصول صحیحۃ ان کے پاس بہت سی کتب اور صحیح اصول تھے / اعیان العصر للصفدی والوافی بالوافیات، ج۷ ص ۳۳

امام الحافظ ابن کثیر رحمہ اللہ۔۔الشیخ الحافظ نیز کہتے ہیں کہ وقد کتب الکثیر .وصنف وجمع .وکانت عندہ کتب الکثیرۃ جدًا . رحمہ اللہ / البدایہ والنہایہ، ج۱۸ ص ۶۳۳

امام ابن ناصر الدین رحمہ اللہ۔۔حافظ متاخر مشھور / توضیح المشتبہ، ج۷ ص ۱۱۸

امام تقی الدین المقریزی رحمہ اللہ۔۔الحافظ المحدث الشیخ / السلوک لمعروفۃ دول الملوک، ج۴ ص ۲۵۸

ابن قاضی شہبۃ رحمہ اللہ۔۔اخذعن مغلطائی وغیرہ من المحدثین / طبقات الشافعیہ، ج۴ ص ۸

اسے معلوم ہوا کے امام ابن قاضی کے نزدیک امام مغطائی محدثین میں سے ہیں۔

امام الحافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ۔۔الشیخ الامام العلامہ، الحافظ المکثرہ، صاحب التصانیف، شیخ الشیوخ / تبصیر، الکامنہ ،المنفعہ، المیزان / نیز کہتے ہیں۔کان اتھت الیہ رئاسۃ الحدیث فی زمانہ اور کان الکثیر الاستحضار لہا متسع المعروفۃ فیہا / لسان، ج۸ ص ۱۲۷، ۱۲۵

ابن فہد المکی رحمہ اللہ۔۔الامام العلامۃ المحدث المشھور / لحظ الحاظ، ص ۹۱ / ولہ اتساع فیی نقل اللغۃ وفی الاطلاع علی طرق الحدیث / لحظ الحاظ، ص ۹۲

ابن فحد المکی رحمہ اللہ کے نزدیک امام مغلطائی مشہور محدث ہیں۔

امام ابوذر سبط ابن العجمی رحمہ اللہ۔۔ الشیخ العلامۃ الحافظ / کنوز الزھب، ج۱ ص ۷۰

امام جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ۔۔وکان الحافظا عارفا بفنون الحدیث .علامہ فیی الانساب / المحاضرۃ، ج۱ ص ۳۵۹

امام الحافظ عراقی رحمہ اللہ۔۔**کان عارفہ بالانساب معرفۃ جیدۃ** / الکامنۃ، ج۳ ص ۳۴۳

قارئین کرام دیکھا آپنے کے غیر مقلدین نے تعصب کی عینک کیسے لگا کر امام الحافظ محدث علاء الدین مغلطائی رحمہ اللہ پر جرح کی جب کہ ثابت بھی نہیں مگر غیر مقلد کے اپنے خلاف کوئی بات آتی ہے تو وہ بات پوری گھٹیہ اور ضعیف بن جاتی ہے مگر ان بیشرموں کو اتنا بھی علم نہیں کے ہم تعصب میں اتنے بڑے محدث پر جرح کر رہے ہیں۔

غیر مقلد دور جدید کے نقلی محدث ۱۴۳۵ھ جو ۵ سال پہلے فوت ہوے ہیں زبیر علیزئی فرماتے ہیں ابن فہد المکی رحمہ اللہ کے ہوالے سے لکھا ہے کی امام مغلطائی نے قدیم لوگوں کی ایک جماعت سے سماع کا دعوی کیا ہے، جو کے اس سے پہلے فوت ہو چکے تھے جیسے، دمیاتی، ابن دقیق العید، الصواف اور وزیرہ بنت المنہاج اور مہر حفاظ حدیث نے اس وجہ سے واضح دلیل کے ساتھ اس پر کلام کیا ہے۔ اس جرح سے تو مغلطائی کی عدالت ہی ساقط ہو جائے گی، کیونکہ ایسے لوگوں سے سماع کا دعوی کرنا، جن سے سماع نہیں ہے، کذاب لوگوں کا کام ہے

۔/مقلات، ج۴ص ۲۸۰

یہ تو تھا غیر مقلدین کا پروپیگنڈا جو تعصب کی وجہ سے کیا گیا ہے اسکا جواب ملاحظہ فرمائیں،

تحقیقی جواب ابن فہد المکی رحمہ اللہ اور دوسرے لوگوں کے اقوال کی بنیاد حافظ عراقی کے قول پر ہے۔ اور خد حافظ عراقی رحمہ اللہ کہتے ہیں

سالته عن اول سماعه فقال: رحلت قبل السبع مئة الی الشام فقلت هل سمعت بها شیا؟قال سمعت شعرا۔

میں نے حافظ مغلطائی رحمہ اللہ سے ان کے پہلے سماع کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے کہا، کہ میں نے ۷۰۰ھ سے پہلے شام کا سفر کیا تھا، تو عراقی نے پوچھا: کے آپ نے /اس سفر/ میں کچھ سنا ہے؟ تو حافظ مغلطائی رحمہ اللہ نے کہا کہ میں نے کچھ اشعار سنے ہیں۔/میزان ،ج۸ص۱۲۴، واسناد صحیح

اس عبارت سے معلوم ہوا کہ حافظ مغلطائی رحمہ اللہ نے ۷۰۰ھ سے پہلے شام کا سفر کیا تھا۔ لیکن چونکہ حافظ مغلطائی نے حافظ عراقی رحمہ اللہ کے سامنے صرف اس بات کی صراحت کی کہ میں نے اس سفر میں اشعار سنے ہیں۔ تو اس سے عراقی رحمہ اللہ نے یہ سمجھا کے حافظ مغلطائی نے اس سفر میں حدیثوں کا سماع نہیں کیا۔

حالانکہ خود غیر مقلدین کا اصول مشہور ہے کہ: **عدم ذکر عدم شئی کو مستلزم نہیں کرتا۔ نور العینین .ص۵۸**

اور یہ ضروری نہیں ہے کہ استاد کی ہر بات اور ہر کام کا علم شاگرد کو ہونا چاہئے۔ اسی طرح یہ بھی ضروری اور لازمی نہیں ہے کہ استاد اپنے تعلق سے ہر بات اپنے شاگرد کو بتائے۔ مثال کے طور پر حضرت امام حسن البصری رحمہ اللہ م ۱۱۰ھ کے بارے میں ان کے شاگرد امام قتادۃ کہتے ہیں ہمیں حسن البصری رحمہ اللہ نے نہیں بتایا کے ان کا کسی بدری صحابی سے ملاقات ہوئی ہے۔ طبقات ابن سعد، ج۷ص

جب کہ حسن البصری رحمہ اللہ کہتے ہیں کی میں نے ۷۰ بدری صحابہ سے ملاقات کی ہے۔ پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ سے ملاقات کے ساتھ ساتھ سماع بھی سابت ہے۔ اسی طرح حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے بھی ملاقات و سماع ثابت ہے۔ الکبیر / الزوائد / علل الابن مدینی مگر امام قتادۃ کہتے ہیں کے ہمیں نہیں بتایا مگر امام قتادۃ اپنے استاد کی بہت سی باتوں سے لاعلم تھے جس میں سے ایک بدر کے صحابہ سے ملاقات و سماع کا ہے۔۔۔۔۔ پر سوال یہ ہے کہ کیا ان کے شاگرد کے ناجاننے کی وجہ سے حضرت حسن البصری رحمہ اللہ کا کسی بدری صحابی سے ملاقات و سماع کا انکار کیا جا سکتا ہے؟ ہر گز ہر گز نہیں۔

پس یہی معاملہ حافظ عراقی رحمہ اللہ اور ان کے استاد امام المحدث علامہ مغلطائی رحمہ اللہ کا ہے۔

پس ثابت ہوا کی امام المحدث الحافظ مغلطائی رحمہ اللہ ثقہ اور محدثین کی جماعت میں سے ہیں اور غالی غیر مقلد زبیر علیزئی کے یہ عتراض باطل مردود ہیں۔

امام حاکم کی تصحیح کا رد اور تضعیف بلادلیل قبول

غیر مقلدین سے پھر ہمارا وہی سوال ہے جو ہم نے اپنی صابقہ تحریر میں کیا تھا کے امام حاکم نے الخلافیات للبیہقی کی ترک رفع یدین کی حدیث پر حکم باطل موضوع کا کیسے لگایا دیا جبکہ امام الحاکم رحمہ اللہ نے اس حدیث پر نا کوئی طعن کیا نا اس پر کو دلیل قائم کی ہے اور ہم نے غیر مقلدین سے یہ سوال بھی کیا تھا کے حدیث پر وضع کا حکم کب لگتا ہے اس کی شرائط بھی لکھیں یہ پھر یہ تسلیم کریں کے آپ اپنے موقف کے لیے شخصیت پرستی پر چل دیے ہیں اور تقلید کرنے والوں پر لعن طعن کرتے ہیں پھر بھی ہم یہی کہیں گے کے آپ تو ہم سے بڑے مقلد نکلے کیوں کے ہم تو اسکی تقلید کرتے ہیں جس کی فقاہت پر پوری امت ناز کرتی ہے جو متقدمین میں سے ہے اور آپ متاخرین کی کرتے ہیں۔

اور آپنے اس پر بھی چپی سادھ لی ہے کی ناتو آپ یہ بتا پار ہے ہیں کی حدیث پر حکم موضوع کا کیسے لگتا ہے، اور کیا آپکے نزدیک امام حاکم حجت ہیں یہ ان کی دلیل؟؟ اور ہم نے صابقہ تحریر میں امام حاکم والی تصیحر کو کیا پیش کر دیا تو غیر مقلدین کا وہی پرانا حربہ استمال ہوا کے وہاں تحقیق کا ٹیگ لگا کر امام حاکم رحمہ اللہ کی تصحیح کو رد کر دیا کیوں کہ وہ وسیلہ کی حدیث غیر مقلدین کے خلاف تھی اسی لئے اور یہاں انکا موضوع کا حکم بلا تحقیق مان لیا ہے، چونکہ یہ حکم غیر مقلدین کے حق میں ہے تو یہاں غیر مقلد امام حاکم کی اندھی تقلید کرتے ہیں یہی غیر مقلدین کا دجل فریب جو امت مسلمہ کے ساتھ دھوکا دھی کر رہے ہیں۔

اپنی دلیل بچانے کے لیے امام حاکم پر شیعہ کی جرح کر ڈال

غیر مقلدین کے امام و مجدد نواب صدیق حسن خاں بھوپالی صاحب نے امام حاکم پر شیعہ کی جرح کی ہے۔ / ہدیۃ السائل للبھوپالی

رفع یدین کے سلسلہ میں امام مالک رحمہ اللہ کے مذہب کی تحقیق

غیر مقلدین نے آگے بڑھکر امام مالک سے رفع یدین ثابت کرنے کی نکام کوشش کی ہے۔

امام مالک کی موطامیں جو روایت ہے وہ بھی غیر مقلدین کے کسی کام کی نہی ہے کیوں کہ امام مالک کا رفع یدین میں مختلف روایتیں ہیں جس میں موطا بھی شامل ہے اور بخاری بھی، اب غیر مقلدین کا عمل تو خد ۱۰ جگہ رفع یدین کا ہے تو امام مالک سے رفع یدین ۵ مقامات پر ثابت ہوتا ہے تب بھی یہ روایت غیر مقلدین کے کسی کام کی نہیں ورنہ اپنا عمل چھوڑ کر امام مالک کی روایت پر عمل کیوں نہیں کرتے ہیں تو جی غیر مقلدین فرمایئں گے کے امام مالک نے قران حدیث کی مخالفت کی ہے تو جاناب ہم پر یہ روایت پیش کر کے کیا ثابت کرنا چاہتے ہیں ؟

اور غیر مقلدین نے امام مالک سے رفع یدین آخری عمر تک ثابت کرنے کی ناکام کوشش کی ہے وہ اس لیے کے امام مالک سے ترک رفع یدین ثابت ہے اور جو قول غیر مقلدین نے ابن اشہب بحوالہ التمہید سے پیش کیا ہے وہاں خد راوی یونوس قیل کہ صیغہ سے بیان کر رہے ہیں جو کی ضعف کی نشانی ہے۔ اور پھر ابولعباس القرطبی سے رفع یدین کرنا ثابت کیا ہے حالاں کی غیر مقلدین کا عمل تو خد اس پر نہیں ہے لھذا اس سے استدلال بھی باطل مردود ہے۔ کیوں کہ خد ابو العباس القرطبی نے فرمایا ہے۔ امام مالک کا مشہور مذہب ترک رفع یدین ہے۔۔ ہی نقل کیا ہے ۔/ دیکھیے **شرح مسلم للقرطبی**

امام مالک نے رفع یدین ترک کیوں کیا

امام مالک رحمہ اللہ نے رفع یدین اسلیے ترک کیا کیوں کہ امام مالک کے سامنے حضرت عبد اللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مسلہ رفع یدین پر مختلف روایات کو پایا اور اتنا اختلاف پا کر اور اسکے تحت اور مدینہ کے موافقت کرتے ہوئے امام مالک نے رفع یدین ترک کر دیا تھا۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کہ کتنے طرق ثابت ہیں ملاحظہ فرمائیں۔

بخاری شریف میں جس کے الفاظ ہیں۔

''عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ اِذَا قَامَ فِي الصَّلَاةِ رَفَعَ يَدَيْهِ حَتّٰى تَكُوْنَا حَذْوَ مَنْكِبَيْهِ وَكَانَ يَفْعَلُ ذٰلِكَ حِيْنَ يُكَبِّرُ لِلرُّكُوْعِ وَيَفْعَلُ ذٰلِكَ اِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوْعِ وَيَقُوْلُ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ وَلَا يَفْعَلُ ذٰلِكَ فِي السُّجُوْدِ''۔ ''عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ وہ شروع نماز میں اور رکوع میں جاتے اور رکوع سے سر اٹھاتے وقت رفع یدین کیا کرتے تھے اور سجدہ میں آپ ایسا نہیں کرتے تھے''۔ (صحیح البخاری: کتاب الصلاۃ، باب رفع الیدین، جلد نمبر ۱، صفحہ نمبر ۱۰۲)

یہ حدیث رفع یدین کے سلسلہ میں سب حدیثوں سے قوی حدیث سمجھی گئی ہے اور اس کی سند سلسلۃ الذہب ہے مگر اس کے باوجود حنفیہ ترکِ رفع یدین کو اس لئے ترجیح دیتے ہیں کہ خود حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کی روایات باہم اتنی متعارض ہیں کہ ان میں سے کسی ایک کو ترجیح دینا مشکل ہے۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کی روایات میں کل سات قسم کا اضطراب ہے۔

۱۔ مدونۃ الکبریٰ میں اسی روایت کو نقل کیا گیا ہے جس میں صرف عند الافتتاح کے رفع یدین کا ذکر ہے اور مدونۃ میں صرف اسی کے اثبات کے لئے اسے نقل کیا گیا ہے۔ امام طحاویؒ نے بھی شرح المعانی الآثار میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے صرف تکبیر تحریمہ کے وقت کے رفع یدین کی روایت نقل کی ہے جس سے صاف یہی معلوم ہوتا ہے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کے پاس اس معاملہ میں کوئی مرفوع حدیث ضرور ہوگی۔ اسی طرح کی ایک اور روایت بیہقی بحوالہ نصب الرایہ میں بھی آئی ہے کہ رسول اللہ ﷺ تکبیر افتتاح کے بعد رفع یدین کا اعادہ نہیں فرماتے تھے۔ ۲

۔ امام مالکؒ سے اس روایت کو امام شافعیؒ، عبد اللہ بن مسلمہ القعبنیؒ اور یحییٰ سیوطیؒ نے نقل کیا ہے اس میں صرف دو مرتبہ رفع یدین کا ذکر ملتا ہے۔ ایک تکبیر تحریمہ کے وقت اور دوسرا رکوع سے اٹھتے وقت، مگر رکوع میں جاتے وقت رفع یدین کا ذکر نہیں ہے۔

۳۔ صحیح بخاری میں حضرت نافع کے طریق سے اس روایت میں چار جگہ رفع یدین کا ذکر ملتا ہے۔ عند الافتتاح، عند الرکوع، عند رفع من الرکوع اور چوتھے اذا قامہ من الرکعتیں یعنی پچھلے قعدے سے قیام کے لئے کھڑے ہوتے وقت۔

۴۔ صحاح ستہ کی کتابوں میں ابن وھب عن القاسم عن مالک کی سند سے تین مواقع پر رفع یدین نقل ہوا ہے۔ عند الافتتاح، عند الرکوع اور بعد الرکوع۔

۵۔ امام بخاریؒ نے اس روایت کو جزء رفع الیدین میں نقل کیا ہے جس میں سجدہ میں جاتے وقت بھی رفع یدین کا ذکر ملتا ہے۔ (بحوالہ معارف السنن: ج ۲، ص ۴۷۴)

۶۔ امام طحاویؒ مشکل الآثار میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کی حدیث مرفوع اس طرح نقل کرتے ہیں کہ اس میں مذکورہ مقامات کے علاوہ عند کل خفض ورفع وبین السجدتین میں بھی رفع یدین کا ذکر موجود ہے۔

۷۔ مندرجہ بالا مقامات کے علاوہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے ہر اونچ نیچ میں رفع یدین کا ذکر بھی ملتا ہے جس کی روایت امام بخاریؒ نے جزء رفع الیدین میں نقل کی ہے۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کی روایات کے علاوہ سنن النسائی میں حضرت مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ سے، ابن ماجہ میں حضرت ابو ہریرہ

رضی اللہ عنہ سے اور ابو داؤد میں حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ کی روایات میں بھی سجدوں کے رفع یدین کا ذکر صحیح سند سے ملتا ہے۔ اس کے علاوہ ابن ماجہ میں حضرت عمیر بن قتادہ رضی اللہ عنہ اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے ہر تکبیر کے وقت رفع یدین کا ذکر بھی ملتا ہے۔

قارئین کرام آپنے دیکھا کہ کس طرح حضرت عبد اللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے ۷ تریقے مروی ہیں اور بخاری کی روایت میں اضطراب ہے اور غیر مقلدین کس طرح اس روایت کو بڑے دھڑلے سے پیش کرتے ہیں اور اوام کو یہ دکھاتے ہیں کی جناب ہمنے تو بخاری سے روایت پیش کی ہے۔ مگر اوام کو بتاتے نہیں کے یہ حدیث قابل استدلال نہیں بلکہ مضطرب ہے۔ ترک رفع یدین کی یہ وجہ بھی امام مالک کہ ساتھ یہی ہوئی کہ جب حضرت عبد اللہ ابن عمر سے اتنے طرق پائے اور اضطراب والی روایت پائی تو امام مالک نے حضرت عبد اللہ کی ترک کی صحیح سند والی روایت کو ترجیح دی اور حضرت عبد اللہ ابن مسعود اور براء بن عازب رضی اللہ عنہم کی موافقت فرما کر اسی پر عمل کیا۔ واللہ عالم بالصواب

المدونۃ الکبری امام مالک کی کتاب ہے

غیر مقلدین نے امام مالک کی کتاب المدونۃ الکبری پر عتراض کیا کی یہ کتاب خد امام مالک نے نہیں لکھی ہے نہ یہ کتاب حضرت امام مالک کی ہے۔

تحقیقی جواب: امام الحافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں۔

واما قول مالک فی المدونۃ / فتح الباری شرح صحیح البخاری

غیر مقلدین کے مدوح امام ابن قیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں۔

قال مالک فی المدونۃ / الطرق الحکمیۃ، ص ۲۹۲

محدث علامہ بدر الدین عینی فرماتے ہیں۔

وبمثل ھذہ الروایۃ فی المدونۃ عن مالک / شرح سنن ابی داوود، ج ۴، ص، ۱۹۱

امام الجرح والتعدیل علامہ ذہبی فرماتے ہیں۔

ومن قنوز ذالک : المدونۃ / سیر علام النبلاء، ص ۹۰

امام ابی فلاح الحنبلی الدامشقی فرماتے ہیں۔

حفظ المدونۃ الکبری للامام مالک / شذرات الذھب، ص ۱۳۳

غیر مقلدین کے گھر کی گواہی

غیر مقلدین کے امام علامہ شمس الحق عظیم آبادی رحمہ اللہ فرماتے ہیں۔

وھو قول مالک فی المدونۃ / عون المعبود شرح سنن ابی داوود، ج ۲، ص ۷

غیر مقلدین کے علامہ محدث عبد الرحمان مبارکپوری فرماتے ہیں۔

قالہ مالک فی المدونۃ / تحفہ الاحوذی بشرح جامع الترمذی، ج ۱۰، ص ۲۰۲

غیر مقلدین کے محدث دوران علامہ البانی فرماتے ہیں۔

وفیی المدونۃ المرویۃ عن مالک۔۔۔قال مالک / صلاۃ العیدین، ص ۳۰

اور دوسری جگہ فرماتے ہیں۔

قلت: مالک فی المدونۃ / تمام المنۃ، ص ۳۰۱

اور یہ کتاب غیر مقلدین کے نزدیک تو خد مالکیہ کی مشہور فقہ کی کتاب ہے۔ چنانچہ غیر مقلد جناب حافظ عمران ایوب لاھوری فرماتے ہیں۔

مالکی مذہب کی فقہ المدونہ تصنیف کی۔ جو کہ مالکی مذہب کی بڑی کتب میں سے ہے۔ / موطا امام مالک مترجم، ص ۵۰

پھر آپ کے ہی اصول کے مطابق یہ کتاب ثابت شدہ ہے اور معروف بھی سدیوں سے ہے۔ چنانچہ خد حافظ زبیر علیزئی اصول بیان کرتے ہیں۔

مشہور و متواتر نسخہ سند کا محتاج نہیں ہوتا۔ / تحقیقی مقالات، ج ۲، ص ۳۱۹

پھر آگے ایک اور اصول بیان کیا ہے کی۔

اس کے علاوہ یہ کتاب صدیوں سے علماء کے درمیان مشہور و متواتر رہی ہے۔ / تحقیقی مقالات، ج ۲، ص ۳۱۹

قارئین کرام آپنے دیکھ ہی لیا کی کیسے غیر مقلدین نے اتنی مشہور کتاب کو غیر ثابت شدہ قرار دینے کے لیے کیا کیا پاپڑ بیلنے پڑھے ہیں جبکہ خد غیر مقلدین علماء نے اس کتاب کو امام مالک کی ہی کتاب سمجھ کر مسئلہ لکھا رہے ہیں اور تمام ان ائمہ نے بھی اس کتاب سے امام مالک کے اقوال نقل فرمائے ہیں۔ بس اتنا ہی کہنا چاہوں گا نہے محققین صاحب سے کہ کب تک حق بات کو تسلیم کرنے سے بھاگتے رہیں گے ؟؟؟ آخر کب تک ؟؟

کے آپکی تحقیق نہیں تھی؟ یہ آپنے ان دالائل سے موں کیوں موڑ رکھا ہے آکر کیوں؟؟؟

امام مالک کی کتاب پر دیگر اعتراضات کا قلع قمع

امام مالک رحمت اللہ علیہ کی کتاب المدونۃ الکبری پر غیر مقلدین کی کی جانب سے اعتراض یہ بھی کیا جاتے ہیں جس کے جواب ہم آپکو سلسلہ وار دیتے ہیں

اعتراض ۱ : بذات خد مدونۃ الکبری کی سند اور توثیق محل نظر ہے

اعتراض ۲ : ایک مشہور عالم ابو عثان سعید محمد بن صبیح بن الحداد المغربی نے المدونۃ الکبری کے رد میں ایک کتاب لکھی۔

اعتراض ۳ : امام سحنون بن سعید التنوخی رحمہ اللہ کے بارے میں امام خلیلی رحمت اللہ علیہ فرماتے -- لم یرض اھل الحدیث حفظه

قارئین کرام آپ سوچ رہے ہوں گے کے ہم نے یہ اعتراض کیوں نقل کیے ہیں تو ہم آپکو بتا دیتے ہیں کی غیر مقلدین کا ڈھنڈورا صرف تحقیق کا ہوتا ہے اصل میں یہ اپنے علماء کے اندھے مقلد ہوتے ہیں اور جو اعتراض نقل کیے ہیں غیر مقلدوں نے وہ صرف غیر مقلد وہابی زبیر علیزئی کی کتاب نور العنین سے نقل کیے ہیں تو جواب بھی ہم حافظ زبیر علیزئی کو دے رہے ہیں

ننھے منے غیر مقلد محققین کو مخاطب کر رہا ہوں کہیں بر انامان جائیں کہ تین مہینہ دس دن مہنت ہم نے کی نقل مارنے میں جواب انکے عالم کو دیا ہے ہم نے۔

قارئین کرام اب ہم المدونۃ الکبر للامام مالک رحمہ اللہ کی کتاب کی طرف چلتے ہیں جسکی سند پر حافظ زبیر علیزئی کا اعتراض ہے اور ننھے محققین صاحب کو دیتے ہیں

الحمد للہ ہمارے علم میں المدنۃ الکبری کی سند ہے۔ اور ہم اس کو پیش کر رہے ہیں۔۔۔

اعتراض ۱ : بذات خد مدونۃ الکبری کی سند اور توثیق محل نظر ہے

الجواب۔۔سند کی تحقیق محدث ابن خیر الاشبیلی رحمت اللہ علیہ ۵۷۵ھ کی بیان کردہ مذکورہ سند کے راویوں کی تعدیل و توثیق اور مدہ و ثناء

کے حوالہ جات حاضر خدمت ہیں۔

ا۔ محدث ابن خیر الاشبیلی رحمت اللہ علیہ م ۵۷۵ھ۔۔۔۔۔۔۔۔متقنا۔۔۔رضا مامونا۔ الشیخ الامام البارع / تاریخ الاسلام بر قم ۱۷۲ / سیر علام النبلاء بر قم ۵۲۱۰

۲۔ ابولقاسم احمد بن محمد بن بقی رحمت اللہ علیہ م ۳۵۲ھ۔۔۔قرطبی فقیہ محدث مشہور من اھل البیت فقہ جلالہ و حدیث / بگیۃالملتمس ج ا ص ۱۶۶

۳۔ ابوالحسن یونس بن محمد رحمت اللہ علیہ م ۵۳۱ھ۔۔۔فقیہ محدث مشہور عارف حافظ / ایضاح ا ص ۵۱۳

۴۔ ابوعبداللہ محمد بن فرج رحمت اللہ علیہ م ۴۹۷ھ۔۔۔فقیہ قرطبی مشہور محدث ۔۔۔من اھل الثقۃ والفضل / ایضا ج ا ص ۱۲۳

۵۔ ابو عمر احمد بن محمد رحمت اللہ علیہ م ۴۶۰ھ۔۔۔رئیس المفتیین بقرطبہ ۔۔۔ کان فرید عصرہ بالاندلس حفظا و علما / تاریخ الاسلام بر قم ۲۴۶

۶۔ ابو بکر عبد الرحمن بن احمد التجیبی رحمت اللہ علیہ م ۴۰۹ھ۔۔۔احد العدول والشیوخ بقرطبۃ لہ روایتۃ عن جماعتۃ ودرایہ وعدالۃ بینۃ ظاہرۃ۔مشہور العدالۃ المبرذہ بقرطبۃ وممن بالعلم وشہر بالحفظ۔فقیہ قرطبی محدث مشہور / الصلہ ج ا ص ۳۰۳ / بغیۃ ۳۶۰

۷۔ ابو ابراہیم اسحاق بن ابراہیم التجیبی رحمت اللہ علیہ م ۳۵۴ھ۔۔۔کان خیرا فاضلا دینا ورعا مجتھدا عاقدا کانمن اھل العلم والفھم والعقل والدین المتین والذھد والتقشف۔ ذھدا عابدا عالما لم یکن فی عصرہ ابرا منہ خیرا اولا اکمل ورعا۔ من المشاھیر فی الجامع والعلم والحفظ / ترتیب المدارک ج ۶ ص ۱۲۷۔۱۲۸

۸۔ ابو عمر بن خالد بن یذید رحمت اللہ علیہ م ۳۲۲ھ۔۔۔کان حافظا متقنا وروایتۃ للحدیث مکثرا / بغیۃ ص، ۱۴۵

۹۔ابو عبد اللہ بن وضاح رحمت اللہ علیہ م۲۸۷ھ۔۔۔۔الامام الحافظ محدث الاندلس / سیر اعلام النبلاء بر قم ۲۳۴۵

۱۰۔امام سحنون بن سعید التنوخی رحمت اللہ علیہ م ۲۴۰ھ۔۔۔۔ثقة / الثقات لابن حبان و دیباج المذہب ج ۲ ص ۳۲

خلاصہ التحقیق: الحمد اللہ ہم نے سند بھی پیں کی اور اس کے روات کی تعدیل و توثیق اور مدہ و ثناء پیش کر دی ہے لھذا غیر مقلد زبیر علیزئی کو تعصب میں اس کی سند پر جہالت بھرے عتراض کرنے سے اجتناب کرنا چاہیے تھا۔ بہر کیف للہ انکے اس تعصب اور خطاءں کو معاف فرمائے اور اس دور کے نیمے محققین زبیر اور ان کے مقلد حسن کو صحیح سمجھ آتا فرمائے۔ آمین

اعتراض ۲: ایک مشہور عالم ابو عثمان سعید محمد بن صبیح بن الحداد المغربی نے المدونۃ الکبری کے رد میں ایک کتاب لکھی۔

الجواب مع تحقیق

عرض ہے کہ بعض احادیث کی فہم سمجھ یا بعض احادیث پر ترجیح دینے یا بعض احادیث کی تصیح و تضعیف میں اہل علم فقہاء کرام رحمہ اللہ علیہم و محدثین عظام رحمت اللہ علیہم کے نظریات مختلف ہو جاتے ہیں۔ اور بسا اوقات انکایہ اختلاف اس قدر بڑھ جاتا ہے کے ان میں سے ہر ایک دوسرے کو ان احادیث کا مخالف گردانتے ہوئے اپنے مدمقابل کی کتابوں اور اسکے نظریات کا رد کرنا شروع کر دیتا ہے، مگر اس سے ان کے آپس کے ان ریمارکس کی واجہ سے محدثین عظام رحمت اللہ علیہم اور ان کی کتب کو مجروح وغیرہ معتبر قرار نہیں دیا جاسکتا۔ اور نہ ہی اس سے ان کی عدالت و ثقاہت پر کوئی زد پڑتی ہے۔ کیوں کے اگر انکے آپس کے ان ریمارکس کی وجہ سے ان کی کتب اور ان کی ذات کو غیر معتبر و مشکوک قرار دیا جائے، تو پھر تو ننانوے فیصد ائمہ محدثین میں سے کسی کی بھی عدالت و ثقاہت محفوظ نہیں رہے گی، اور ننانوے فیصد کتب احادیث غیر معتبر مشکوک قرار پائیں گی۔ کیوں کے تقریبا ننانوے فیصد ائمہ محدیثن رحمت اللہ علیہم نے ایک دوسرے کی کتب اور نظریات کا رد بڑے ہی شد و مد کے ساتھ کیا ہے، اور ایک دوسرے کو مخالف حدیث کے طعنے بھی دیے ہیں۔ مسلاً

ا۔امام احمد بن حنبل رحمت اللہ علیہ نے بھی امام مالک رحمہ اللہ جیسے ثقہ بالا جمع محدث کے خلاف مخالف حدیث کا ریمارکس دیا ہے۔ چنانچے امام احمد بن حنبل رحمت اللہ علیہ کے تلمیذ رشید امام اثرم رحمت اللہ علیہ نے امام احمد حنبل رحمت اللہ علیہ سے کہا کے امام مالک رحمت اللہ علیہ فرماتے تھے کہ آدمی کو جمعہ کی نماز کے لیے جلدی جانا مناسب نہیں ہے، اس پر امام احمد حنبل رحمت اللہ علیہ نے کہکر رد کر دیا کہ۔۔۔۔۔۔ھذا خلاف حدیث النبی صلی اللہ علیہ وسلم فانکرہ / التمہید للامام عبد البر

۲۔امام شافعی رحمت اللہ علیہ نے اپنے استاد حدیث امام مالک کے خلاف کتاب لکھی ہے، جس کا دیابچہ امام رازی نے مناقب الشافعی میں نقل کیا ہے۔۔

۳۔ابو عثمان سعید بن محمد بن الحداد المغربی رحمہ اللہ نے امام شافعی رحمہ اللہ کے رد میں مستقل کتاب لکھی ہے۔/ قضاۃ القرطبہ ص ۲۰۴

۴۔امام یحیٰی بن عمر الاندلسی رحمت اللہ علیہ نے بھی امام شافعی رحمہ اللہ کے خلاف ایک کتاب الرد علی الشافعی تصنیف فرمائی ہے۔/ قضاۃ القرطبہ ص ۱۸۴

۵۔امام شافعی رحمت اللہ علیہ کے تلمیذ رشید امام محمد بن عبد اللہ عبد الحکم رحمہ اللہ نے خد امام شافعی کے رد میں مستقل کتاب تصنیف فرمائی ہے جسکا نام الرد علی الشافعی فیما خالف الکتاب والسنۃ ہے۔/ الطبقات الکبری للسبکی، ج ا ص ۲۲۴

۶۔المدونۃ الکبری کا رد لکھنے والے ابو عثمان سعید بن محمد بن الحداد المغربی رحمت اللہ علیہ کے رد میں امام محمد بن اکلادعی رحمہ اللہ نے مستقل کتاب لکھی ہے۔/ علماء افریقیہ، ص ۱۳۶

قارعین کرام آپنے دیکھا کے کس طرح آپس میں رد کیا گیا ہے اور نہ جانے کتنی کتب مستقل تور پر محدثین اکرام نے آپس میں ایک دوسرے کا رد لکھا اور غیر مقلدین نے اپنا مسلک بچانے کے لیے یہ باور کرانے کی کوشش کی کے المدونۃ الکبری کے رد میں کتاب لکھی گئی حالاں کے غیر مقلدین نے منافقت دکھاتے ہوئے ان ساری کتب کے نام حزم کر گئے رات کا کھانا سمجھ کر، اب آئیں ہم آپکو اس تحقیق میں آئمہ و محدثین کرام سے امام بخاری رحمت اللہ علیہ کا بھی رد پیش کر دیتے ہیں۔

ا۔امام ابو حاتم رازی رحمہ اللہ نے امام بخاری رحمہ اللہ کے رد میں ایک مستقل کتاب تصنیف فرمائی ہے کتاب کا نام۔۔ بیان الخطاء محمد بن اسماعیل البخاری فی تاریخیہ ۔ہے

فرقہ ملحدیث کے مشہور متعصب مولوی جناب ارشاد الحق اثری نے خد اس بات کا اقرار کیا ہے کی امام دار القطنی رحمت اللہ علیہ اور اہل سنت کے اماموں میں سے ہیں جیسے حافظ ابو مسعود الدامشقی رحمہ اللہ، ابو علی غسانی رحمہ اللہ اور ابن حزم رحمہ اللہ و غیر ہم نے بخاری و مسلم کی متعدد روایات پر طعن کیا ہے۔۔ علمی محاسبہ للاثری ص ۸۳۔۸۵

الحمد اللہ ہماری علم میں ان حوالہ جات کے الاوہ بہت سارے موجود ہیں مگر ہم اسی پر اختفاء کرتے ہیں اور فرقہ ملحدیث کے لیے۔۔تو ہی نہ مانے تو بہانے ہزار ہیں

عتراض ۳ : امام سحنون بن سعید التنوخی رحمہ اللہ کے بارے میں امام خلیلی رحمت اللہ علیہ فرماتے -- لم یرض اھل الحدیث حفظہ

الجواب: توثیق الامام سحنون التنوخی

جناب ننھے محققین صاحب: امام سحنون بن سعید رحمہ اللہ ثقہ بالاجماع محدث وفقیہ ہیں۔اور ثقہ بالاجماع روایوں کے بارے مجھول جارحین کی جرح نقل کرکے اس امت کے ساتھ دھوکا دھی نہ کریں،کیونکہ یہ جرح مردود اس لیے ہے کی اپکے اصول کے مطابق امام خلیلی کی یہ جرح مردود ہے کیونکہ۔

نمبر ا۔اس جرح کے جارحین مجھول ہیں۔

نمبر ۲۔یہ جرح مبہم ہے۔

نمبر ۳۔مجھول جارحین کی یہ جرح جمہور ائمہ محدثین کی توثیق کے خلاف ہے

اور آپ کے محدث زبیر علیزئی نے خد تصریح کی ہے کی ایسی جرح

ا۔غیر مفسر

۲۔جارح کے نام معلوم اور

۳۔جمہور کے خلاف ہونے کی وجہ سے مردودہ ہوتی ہے۔ملخصا نورالعینین،ص ۱۰۷

نیز امام سحنون التنوخی رحمہ اللہ کی تعریف اور توثیق درج زیل ائمہ نے کی ہے۔

امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ م ۷۴۸ھ: تاریخ الاسلام / سیر علام النبلاء برقم ۱۹۷۸

حافظ ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ م ۳۵۴ھ / کتاب الثقات بر قم ۱۳۵۵۰

امام ابن خلقان رحمۃ اللہ علیہ م ۶۸۱ھ / وافیات الاعیان بر قم ۳۸۲

امام صلاح الدین صفدری رحمۃ اللہ علیہ م ۷۶۴ھ / الوافی بالوافیات ج ۳ص ۴۷

امام الحافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ م ۸۵۲ھ / لسان المیزان ج ۳ص ۸

امام الحافظ علامہ قطلوبغا رحمۃ اللہ علیہ م ۸۷۹ھ / الثقات، ج ۴ص ۴۱۵

خیر الدین الذرکلی رحمۃ اللہ علیہ م ۱۳۹۶ھ / الاعلام، ج ۶ص ۱۳۶

امام الحافظ ابن صلاح رحمۃ اللہ علیہ م ۶۴۸ھ / مقدمہ ابن صلاح، ج ۱ص ۳۱۰، ۲۰۱

امام ابو الغرب التمیمی رحمۃ اللہ علیہ / الدیباج المذہب و الطبقات علماء الافریقیہ ص ۱۰۱

امام ابو اسحاق ابراہیم بن علی الشیرازی رحمۃ اللہ علیہ م ۴۷۶ھ / طبقات الفقھا، ج ۱ص ۱۵۶

الحمد اللہ ہم نے یہ ثابت کیا کے امام سحنون رحمت اللہ علیہ جمہور محدثین کے نزدیک ثقہ ہیں اور منکرین فقہ فرقہ اہل الحدیث نے صرف امام سحنون پر اپنا تعصب برتا ہے جب کے امام سحنون رحمۃ اللہ علیہ ثقہ بالاجماع ہیں۔ قارعین کرام ہم آپ کو اس بات سے آہنگ کرانا چاہتے ہیں کی احناف دیوبند سے ان لوگوں نے ایسا تعصب برتا ہے کی یہ صحیح حدیث کو ضعیف بنانے کے لیے خواہ بہت ہی پاپڑ بیلنے کیوں نہ پڑہیں، خد غیر مقلدین کے مولوی صاحب فرماتے ہیں۔

یہ ایک المناک حقیقت ہے کے آج ہمارا حال یہ ہو گیا ہے کہ کوئی حدیث ہمارے مذاق کی موافق نہیں ہوتی یا اس پر عمل پیرا ہونے میں قدرے دشواری پیش آتی ہے تو اس کو کسی نہ کسی طرح ضعیف بنا کر رکھ دیتے ہیں، خواہ اس میں ہمیں کتنے ہی پاپڑ بیلنے کیوں نہ پڑیں ،،۔ مقالات راشدیہ /ج ۱، ص ۲۹۸

لیجیے: کیاخوب ہے میرے حق میں گواہی تیری

الخلافیات للبیہقی کی اس ترک رفع یدین کی روایت کو ضعیف ثابت کرنے کے لیے کے ناجانے کیسے کیسے ہر بے اپنائے مگر اللہ رب العزت نے ہر دور میں حق کو غالب رکھا ہے اور آج بھی ہم نے دلائل سے غیر مقلدین کا عالمانہ جواب ہم دیتے ہیں اور دیتے رہیں گے الحمد للہ

اور رہی امام خلیلی کی جرح تو اسکا جواب یہ ہے کہ: امام خلیلی ثقہ راویوں پر بھی جرح کر دیتے ہیں۔ جیسے امام خلیلی رحمہ اللہ نے امام اسحاق بن راھویہ پر بھی جرح کی ہے:

لم یرضوه ولم یتفق علیه اهل الخراسان / میزان الاعتدال، ج ۱۳ ص ۴۷۵

لھذا غیر مقلدین کی یہ جرح امام خلیلی کے حوالہ سے پیش کرنا مردود ہے۔

امام مالک کا مذہب ترک رفع یدین تھا

قارئین کرام اب ہم چلتے ہیں امام مالک کہ مذہب کی طرف کے امام مالک ترک رفع یدین کہ خد قائل تھے۔ چنانچہ امام مالک خد فرماتے ہیں۔
و قال مالک: لا اعراف رفع الیدین فی شیء من تکبیر الصلاۃ لا فی خفض ولا فیی رفع الا فی افتتاح الصلاۃ: المدونۃ الکبری، ج ۱، ص ۱۶۵
ترجمہ: امام مالک رحمہ اللہ نے فرمایا نماز کے شروع والے رفع یدین کے علاوہ نماز میں کسی مقام پر رفع یدین کو نہیں جانتا۔
قارئین کرام آپنے دیکھا کے امام مالک خد فرمارہے ہیں، تکبیر کے علاوہ میں رفع یدین نہیں جانتا۔ مگر غیر مقلدین کی ہٹ دھرمی دیکھیں کے بلاوجہ امام مالک کے سر رفع یدین کو تھوپ رہیں اور تو اور امام مالک کے شاگردوں کا بھی فیصلہ ملاحظہ فرمائیں۔

امام مالک کے شاگرد امام قاسم رحمہ اللہ فرماتے ہیں۔

وکان رفع یدین عند مالک ضعیفاً الا فی تکبیرۃ الاحرام / المدونۃ الکبری، ج ۱، ص ۱۶۵

ترجمہ: امام مالک کے نزدیک نماز کی پہلی تکبیر کے بعد نماز کے اندر رفع یدین کرنا بالکل ضعیف تھا۔

امام قاسم رحمہ اللہ اور امام ابن حجر کا بتایا ہوا اصول

امام الحافظ علامہ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں۔

عتمادھم فی الاحکام ولفتوی علی رواۃ ابن القاسم عن مالک سواء وافق مافی موطا / المنفعۃ، ص ۴

ترجمہ: مالکیہ کہ ہاں، عتماد اور دارومدار احکام اور فتوی میں اس روایۃ پر ہوتا ہے جو ابن قاسم امام مالک سے روایۃ کریں چاہیں وہ روایۃ موطا امام مالک کے موافق ہو یا نہ ہو۔

قارئین اکرام آپنے ملاحظہ فرمایا کے امام مالک کے نزدیک اور ان کے شاگرد کے نزدیک رفع یدین ترک ہے مگر غیر مقلدین کی جہالت کہیے یا ہٹ دھرمی کے سیاق وسباق بات کو ماننے سے انکار انحراف کر رہے ہیں اور موضوع اقوال پیش کر کے اوام کے ساتھ دھوکا دھی کر رہے ہیں۔

اب بھی تسلی نا ہوئی ہو تو ہم مزید حوالاجات لگا دیتے ہیں۔

ائمہ مالکیہ کے اقوال ملاحظ فرمائیں۔

قاضی ابو بکر ابن عربی المالکی فرماتے ہیں۔

دوسرا مسلک یہ ہے کہ رفع یدین صرف تکبیر تحریمہ کے وقت ہی کیا جائے۔ امام مالک نے بصرین کی مشہور روایت میں یہی کہا ہے۔ / **عارضۃ الاحوذی، ج۲، ص۵۸**

امام دقیق العید المالکی رحمہ اللہ فرماتے ہیں۔

امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ بعد الافتتاح رفع یدین کے قائل نہیں اور امام مالک رحمہ اللہ کے متقدمین اصحاب بھی ترک رفع یدین ہی مشہور ہے، اور متاخرین کا تو یہ معمول بن چکا ہے۔ / **احکام الاحکام، ج۱ ص ۲۲۰**

امام ابو عمر احمد بن عبد المالک بن ہشام المالکی رحمہ اللہ سے پوچھا گیا کہ آپ رفع یدین کیوں نہیں کرتے تو آپ رحمہ اللہ نے فرمایا۔ کے امام ابن قاسم نے امام مالک سے ترک رفع یدین نقل کیا ہے اور میں ابن قاسم حمہ اللہ کی روایت کے قتعاً مخالفت نہیں کروں گا اور اس وقت ہماری جماعت کا عمل ابن قاسم رحمہ اللہ کی روایت پر ہے۔ / **التمہید، ج۵، ص۶۳، والاستذکار للعبد البر**

امام ابن رشد المالکی رحمہ اللہ

سیدنا عبد اللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ اور سیدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے مروی ترک رفع یدین کی حدیث کی وجہ سے امام مالک نے صرف شروع نماز میں ہی رفع یدین کو اپنایا ہے تا کہ اہل مدینہ کے عمل کی موافقت ہو جائے۔ / **بدایۃ المجتہد، ج۱، ص۱۳۶**

امام ابن قیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں۔

و من اصول مالک اتباع اہل المدینۃ وان خالف الحدیث۔ بدائع الفوائد

ترجمہ: امام مالک کے اصول میں سے ہے کہ وہ اہل مدینہ کے عمل کی اتباع کرتے ہیں اگر چہ وہ حدیث کے خلاف ہی کیوں نہ ہو۔

غیر مقلد پیر بدیع الدین شاہ راشدی لکھتے ہیں۔

امام مالک کا یہی اصول تھا کہ وہ زیادہ تر مسائل میں اہل مدینہ کے عمل کو ترجیح دیتے تھے اور اسی کو اختیار کرتے تھے۔۔۔۔۔ پھر اس کے آگے یہی ابن قیم رحمہ اللہ کا قول نقل کیا ہے۔۔۔ / **مقالات راشدیہ، ج۳، ص۱۳۵**

قارئین کرام ہم نے اب تک امام مالک سے لیکر ائمہ مالکیہ سے ثابت کیا کے ان کا مذہب ترک رفع یدین کا ہے تو غیر مقلدین کا رفع یدین کا ان پر تھوپنا غیر مناسب بات ہے اللہ تعلی غیر مقلدین کو تعصب سے نکال کر اہل سنت میں شامل فرمائے اور اکابرین پر تمتا لگانے سے باز آجائیں، آمین۔۔

اقوال ائمہ رحمہ اللہ علیہم

امام شرف الدین نووی رحمہ اللہ کا فرمان۔

وھو اشھر الروایات عن مالک۔ / شرح مسلم، ج۱، ص۱۶۸

اور یہی بات اور ائمہ نے بھی نقل فرمائی ہے۔

علامہ کرمانی نے نقل فرمائی۔ / شرح بخاری، ج۵، ص۱۰۷

امام ابی نے فرمائی۔ / شرح مسلم، ج۲، ص۱۴۴

علامہ ابو العباس القرطبی نے فرمائی۔ / شرح مسلم، سنن الکبری مع الجوھر النقی

علامہ قاضی علی شوکانی نے فرمائی۔ / نیل الاوطار، ج۱، ص۲۰۱

غیر مقلدین کے گھر کی گواہی

غیر مقلدین کے امام شیخ الکل فالکل میاں نذیر حسین دہلوی فرماتے ہیں۔

امام ابو حنیفہ اور مالک کی ایک روایت رفع یدین نہ کرنے کے متعلق ہے۔ / فتاوی نذیریہ، ج ۱ ص ۴۴۳

جناب عاصم الحداد فرماتے ہیں۔

امام مالک رحمہ اللہ سے دونوں قسم کی روایتیں ہیں۔ / فقہ السنہ، ص ۱۳۳

قارئین کرام ہم نے الحمد اللہ امام مالک سے اور ائمہ مالکیہ سے اور خد غیر مقلدین سے ثبوت پیش کر دیا ہے کی امام مالک کا مذہب ترک رفع یدین کا تھا نا کی رفع یدین کا تھا اور خد جب غیر مقلدین مانتے ہیں کی امام مالک سے ترک رفع یدین کی روایت ثابت ہے تو آج کے اناڑی محققین صاحب صحیح احادیث سے انکار کیوں کر رہے ہیں کیو اپنے نفس کے تابع ہو گئے ہیں ؟۔

اس کی باقی تحقیق آخر میں **خلاصہ تحقیق** میں آ رہی ہے۔

غیر مقلدوں نے ایک یہ اعتراض کیا ہے کی المدونۃ الکبری میں ہے نماز میں سرا بسم اللہ الرحمن الرحیم نہیں پڑھنی چاہیئے اور سینے پر ہاتھ باندھنا بھی کروہ لکھا ہے۔

الجواب: تو عرض یہ ہے کے المدونۃ الکبری میں جو لکھا ہے وہ امام مالک کا اجتہاد ہے اور ہم چنکہ امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے مقلد ہیں تو ہم اپنے ہی امام کی پیروی کریں گے اور یہ مسئلہ اجتہادی ہونے کی وجہ سے اختلافی ہے تو ہم سے یہ کہنا کے ہمارا عمل اس پر نہیں اور ہم مانتے نہیں تو یہ غیر مقلدین کی جہالت ہے اور غیر مقلدوں کیا یہ مسئلہ تمہارے حق میں ہے ؟ ارے غیر مقلدوں کیا تمھارا سینے پر ہاتھ باندھنا مکروہ نہیں بنتا کیا تمہاری سینے پر ہاتھ باندھنے کی دلیل امام مالک کے خلاف نہیں تو وہ موضوع کیوں نہیں ؟۔

ہمارا سوال اور اسکا جواب امام احمد کی جرح

غیر مقلدین سے ہم نے صابقہ تحریر میں یہ سوال کیا تھا کی امام مجاہد کی کیا خطاء تھی امام احمد کی جرح نقل فرماویں۔ مگر غیر مقلد تو اندھا ہوتا ہے تعصب میں۔ وہ کہاں ہمارا سوال بلا تعصب پڑھ سکتا ہے۔ اور جواب دیا بھی تو امام ابو بکر بن عیاش پر جرح کے جو کی باطل مردود جرح تھی۔

اور قارئین کرام آپ ملاحظہ فرما سکتے ہیں کے ہم نے دندان شکن جواب دے دیا ہے الحمد اللہ امام ابو بکر پر اعتراض کا جو آگے آ رہا ہے۔

امام ابو بکر عیاش پر واہم کی جرح اور اس کا جواب

غیر مقلدین نے یہاں بھی صحیح روایت کو رد کرنے کے لیے مردود اقوال کا سہارا لیا ہے اور باور کرانے کی کوشش کی کہ یہ روایت ضعیف ہے کیوں کہ اس میں امام ابو بکر بن عیاش ہیں جن کو اختلاط ہوا اور یہ روایت اختلاط کی ہے اور امام ابو بکر عیاش کو ضعیف ثابت کرنے کی ناکام کوشش کی ہے۔ کیا واقع میں امام ابو بکر نے یہ روایت اختلاط کے بعد روایت بیان کی؟ اس کی تحقیق ملاحظہ فرمائیں۔

امام ابو بکر بن عیاش رحمہ اللہ کی توثیق امام ابو بکر کے بارے میں امام العجلی فرماتے ہیں۔

ثقہ / معرفۃ الثقات۔۔

امام ابو حاتم رازی رحمہ اللہ نے فرمایا۔ / ثقہ / علل الحدیث، بر قم ۲۲۳۳

امام الحافظ ابن مبارک رحمہ اللہ نے فرمایا۔ / یثنی علیہ / الجرح والتعدیل، بر قم ۱۵۶۵

امام ابن الجوزی رحمہ اللہ نے فرمایا۔ / وکان ثقہ / المنتظم، ج ۹،۲۳۲

امام یحیٰی بن معین رحمہ اللہ نے فرمایا۔ / ثقہ / تاریخ الدارمی، رقم ۲۸۸

امام الحافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ نے فرمایا۔ / ثقہ عابد / تقریب التہذیب، ۷۹۸۵

امام الحافظ ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں۔ الفقیہ الحدیث شیخ الاسلام / سیر علام النبلاء، رقم ۱۳۱

امام ابو بکر بن عیاش رحمہ اللہ کو آخری عمر میں اختلاط ہوا ہے مگر یہ روایت اختلاط کے بعد کی ہے جو کی امام ابو جعفر الطحاوی المصری رحمہ اللہ اپنی اثار میں لائے ہیں اور یہی سند امام ابن ابی شیبہ نے اپنی مصنف میں لائے ہیں۔ اور امام محمد بن اسماعیل البخاری الجعفی رحمہ اللہ نے جس پر اللہ اپنی کروڑوں رحمتیں نازل فرمائے۔ اپنی صحیح میں امام ابو بکر بن عیاش سے روایت لائے ہیں۔ اور ہم ان سندوں کا ذکر کر رہے ہیں جو اختلاط سے پہلے لی گئی ہیں۔

مزید کچھ لکھنے سے پہلے میں حافظ زبیر علیزئی کا بتایا ہوا اصول بیان کرنا چاہتا ہوں بخاری شریف کے بارے میں لکھتے ہیں۔

صحیح بخاری کے وغیرہ کے راوی اور حافظ ثقہ تھے۔ / اہل الحدیث ایک صفاتی نام، ص **۷۲**

اب ہم اس اسناد کا ذکر کر رہے ہیں جن میں امام ابو بکر بن عیاش ہیں۔

۱۔ امام بخاری نے اپنی صحیح میں باب ماجاء فی القبر النبیؐ وابی کر و عمر۔۔۔ الخ، قائم فرما کر اس باب میں۔۔۔ حدثنا محمد قال اخبرنا ابو بکر بن عیاش عن ثفیان التمار۔۔۔ الخ، اصالۃً حدیث تخریج فرمائی۔

۲۔ امام بخاری رحمہ اللہ نے۔۔۔ باب الحرسۃ فی الغزو فی سبیل اللہ عز و جل۔۔۔ قائم فرما کر اس باب میں۔۔۔ حدثنا عبد الله بن ابی شیبه ثنا ابو بکر عن ابی حصین عن ابی صالح عن ابی ہریرۃ۔ الحدیث۔۔ اصالۃً حدیث تخریج فرمائی۔

۳۔ امام بخاری رحمہ اللہ نے۔۔۔ باب الاعتکاف فی العشر الاوسط من رمضان۔۔۔ قائم فرما کر۔۔ حدثنا یحیی بن یوسف ثنا ابو بکر عن ابی حصین عن ابی صالح عن ابی ہریرۃ۔۔ حدیث تخریج فرمائی

۴۔ امام بخاری رحمہ اللہ نے۔۔۔ باب الغنی غنی النفس۔۔۔ قائم فرمایا اور۔۔۔ حدثنا احمد بن یونس قال حدثنا ابو بکر قال ابو حصین عن ابی صالح عن ابی ہریرۃ۔۔۔ تخریج فرمائی ہے۔

۵۔ امام بخاری رحمہ اللہ نے۔۔۔ باب ان الناس قد جمعوا لکم وفی نسخۃ قولہ الذین قال لھم، ان الناس قد جمعوا لکم فخشوھم الایۃ۔۔۔ قائم کیا اور۔۔۔ حدثنا احمد بن یونس اراہ قال حدثنا ابو بکر عن ابی حصین عن ابی الضحی عن ابن عباس حسبنا الله۔۔ الحدیث تخریج فرمائی ہے۔

اور اس سے ثابت ہوا کی ان اسناد سے امام بخاری روایت لائے ہیں۔ اور غیر مقلدین کے نام نہاد نقلی محدث حافظ زبیر علیزئی لکھتے ہیں۔ **صحیح بخاری کے وغیرہ کے راوی اور حافظ ثقہ تھے۔**/ اہل الحدیث ایک صفاتی نام، ص ۴۷

اور خد نقلی محدث حافظ زبیر علیزئی لکھتے ہیں۔ امام ابو بکر بن عیاش رحمہ اللہ جمہور محدثین کے نزدیک صدوق موثق راوی ہیں۔ / نور العینین، و، ماہنامہ الحدیث حضرو

اور جو فی نفسہ ثقہ و صدوق راوی عارضہ اختلاط میں مبتلا ہو گیا ہو۔ اس کے بارے میں ائمہ محدثین کا متفق علیہ اصول ہے کہ اس کی اختلاط میں مبتلا ہونے سے پہلے کی بیان کردہ احادیث بالکل صحیح و قابل حجت ہوتی ہیں۔ ملاحظہ فرمائیں اس فن کی کتب۔

امام جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ نے۔ **تدریب الراوی** میں

امام ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ نے۔ **النکت علی ابن صلاح** میں

علامہ عراقی رحمہ اللہ نے۔ **شرح تبصرۃ والتذکرۃ** میں

امام خطیب البغدادی رحمہ اللہ نے۔ **الکفایہ فی علوم الحدیث** میں

علامہ ظفر احمد تھانوی رحمہ اللہ نے۔ **قوائد فی علوم الحدیث** میں

امام الحافظ عماد الدین ابن کثیر رحمہ اللہ نے۔ **اختصار علوم الحدیث** میں

امام ابن صلاح رحمہ اللہ نے۔ **مقدمہ ابن صلاح** میں

اور زیر بحث حدیث امام ابو بکر بن عیاش رحمہ اللہ نے عارضہ اختلاط و التغیر میں مبتلا ہونے سے پہلے بیان کی ہے۔ اور ہم نے اوپر عرض کر چکے ہیں کہ جو راوی اختلاط کا شکار ہو گئے ہوں تو امام بخاری رحمہ اللہ ان کی ایسے شاگردوں کی روایتیں تخریج کرتے ہیں جن کا سماع قبل اختلاط و التغیر ہوتا ہے۔ دیکھیے۔۔ تہذیب اسماء واللغات للنووی، قوائد للتھانوی۔

اور خد غیر مقلد حافظ زبیر علیزئی نے بھی لکھا ہے۔

صحیحین میں جس مختلط و امتغیر راوی سے استدلال کیا گیا ہے اس کی دلیل ہے کہ اس کے شاگردوں کی روایت اختلاط سے پہلے کی ہین۔ / نور العینین، ص۹۵

اور زبیر علیزئی نے امام ابن صلاح کے حوالہ سے نل کیا ہے۔

مختلطین کی صحیحین میں بطور حجت روایت کا مطلب یہ ہے کہ وہ اختلاط سے پہلے کی ہیں۔ / تحقیقی مقالات، ج ا، ص۴۳۵

الغرض خد زبیر علیزئی کے اقتباسات سے بھی واضح ہو گیا کے امام بخاری رحمہ اللہ صحیح بخاری میں مختلط راویوں کی ایسے شاگردوں کی روایتیں تخریج کرتے ہیں جن کا سماع قبل الاختلاط و التغیر کا ہوتا ہے۔ اور ہماری روایت میں۔۔۔ **عبد الله بن ابی شیبه عن ابی بکر** اور **احمد بن یونس عن ابی بکر** کے طریق سے مروی ہے اور یہی طریق امام بخاری سے صحیح البخاری میں ہیں ملاحظہ فرمائیں۔

ا۔ **حدثنا عبد الله بن ابی شیبه ثنا ابو بکر عن ابی حصین**۔ بخاری، ج ا، ص۲۷۴

۲۔ **حدثنا احمد بن یونس اراه قال حدثنا ابو بکر عن ابی حصین**۔ بخاری، ج ۲، ص۶۵۵

۳۔ **حدثنا احمد بن یونس قال حدثنا ابو بکر قال ابو حصین**۔ بخاری، ج ۲، ص۷۲۵

۴۔ **حدثنا احمد بن یونس قال حدثنا ابو بکر قال حدثنا ابو حصین**۔ بخاری، ج ۲، ص۹۵۴

بس ثابت ہوا کی ہماری روایت اختلاط سے پہلے کی بیان کردہ ہے جسکی سند کی طریق خد امام بخاری رحمہ اللہ نے اپنی صحیح میں بیان کی ہیں اور تو اور امام یحیی بن معین کا مقام بتانے والوں کو شرم آنی چاہیے کیوں کہ خد امام یحیی بن معین نے امام ابو بکر بن عیاش رحمہ اللہ کی توثیق فرمائی ہے جس کا حوالہ اوپر گزر چکا ہے۔ تو اب کسی بھی طرح کی جرح مردود ہے کیوں کہ ہم نے امام بخاری سے وہی صحیح اسناد پیش کر دی ہیں اب کوئی جہالت میں وہی اعتراض دوبارہ پیش کرے تو اس میں ہمارا کوئی دوش نہیں بلکہ اس کی ناقص عقل کا دوش ہے جس سے وہ اپنے آپ کے دور جدید کا محقق سمجھ بیٹھا ہے۔

حضرت جابر بن ثمرہ رضی اللہ عنہ کی روایت پر بحث کرنا جہالت نہیں تو کیا ہے؟

غیر مقلدین کو ایک بار میں کوئی بات سمجھ نہیں آتی ہے جب ہماری تمام بحث الخلافیات کی روایت پر چل رہی ہے تو غیر مقلدین کا ہماری صابقہ تحریر کے جواب میں اس روایات پر بحث کرنا جہالت نہی تو اور کیا ہے؟

قارئین کرام ہم آپکو بتانا چاہتے ہیں کی جب غیر مقلدین کے پاس کوئی جواب نہ بنا الخلافیات کی صحیح روایت کو ضعیف ثابت نا کر پائے تو جو جہاں سے ملا وہ سب ہم پر چپکا دیا حالاں کہ ہمارے چند سوالوں کا جواب بھی نا دے سکے اور دیتے بھی کیسے جن ننھے محققین صاحب نے ہماری پیش کردہ سند ہی نہیں پڑھی تو کیا خاق ہمارے سوال کے جواب لکھتے۔ غیر مقلدین سے یعنی ننھے محققین صاحب سے ہماری گزارش ہے کے آپکو واقعی جابر بن ثمرہ رضی اللہ عنہ کی روایت پر گفتگو کرنی ہے تو ہماری نام ایک تحریر لکھ دیں تا کہ اس روایت پر مکمل بحث ہو اور قارئین کرام دیکھیں گے کے کون ریت پر کھڑا ہے اور کون چٹان پر۔۔ انشاء اللہ اس تحریر میں بھی بالفرض آپنے لکھی تب، آپکی رسوائیاں ہوں گی۔ انشاء اللہ

نہ خنجر اٹھے گا نا تلوار ان سے

یہ بازو میرے آزمائے ہوئے ہیں

کیا ایک بار عمل نبی پاک کی سنت متواتر بن جاتی ہے؟؟ اور ہمارا سوال غیر مقلدین کا جواب

غیر مقلدں کو میں نے بلا وجہ اندھا نہیں کہا تھا بلکہ وجہ تھی اور اب بھی وہی وجہ ہے غیر مقلدین نے ابھی ہمارے سوال کو پڑھا ہی نہیں۔ ہمارا سوال تھا،

نبی پاکؐ نے فرمایا ہے کہ مخالف کہ گھر کی دلیل دینا میری سنت ہے اس کی کوئی حدیث بیان کر دیں۔

قارئین کرام کتنا ساف لکھا ہے کی نبی پاکؐ نے خد کہا ہو مگر غیر مقلد کے تو تعصب کی عینک لگی ہے اس کو کہاں دکھنے والا ہے کے سوال کیا ہے غیر مقلدین نے یہود کی طورات کا مسئلہ بیان فرمایا، طورات کے حوالہ سے نبی پاک نے دلیل دی تو کیا یہ ہمارے سوال کے جواب میں حدیث ہے؟ اور غیر مقلدین اس بات کو مانتے ہین کی ایک بار عمل کرنے سے وہ سنت قرار پاتا ہے؟ اگر ہاں تو جلد قلم اٹھا کر لکھیں ہاں ہمیں بے صبری سے انتظار رہے گا اور اگر نہیں تو اس روایت کو پیش کرنا جہالت پر مبنی ہے جیسے کوئی شخص کہے کی نبی پاکؐ نے چمچے سے بھی کھایا ہے وہ سنت ہے اور پھر اس سے آگے کہے گا کہ نبی پاکؐ نے کھڑے ہو کر پیشاب بھی کیا ہے لھذا سنت ہے تو غیر مقلدین ان عمل کو سنت قرار دیں گے؟۔ **فما ہو جوابکم فھو جوابنا**

الخلافیات للبیہقی کی سند پر جہالت بھرا اعتراض

غیر مقلدین نے حسب جہالت الخلافیات للبیہقی کی سند پر اعتراض کیا۔ اور وہ بھی غالی غیر مقلد حافظ زبیر علیزئی کی کتاب نور العینین سے نقل کیا ہے۔ وہ کہتے ہیں کی اس روایت کی سند منقطع ہے مگر غیر مقلدین کے جب تعصب کی عینک لگی ہوئی ہے، کہ ان ہونے ہماری صابقہ تحریر میں سند کو پڑھا ہی نہیں بس تعصب میں الخلافیات کا نام سنتے ہی نور العنین سے جواب چپکا دیا۔

بہر حال ہم دوبارہ اس کی سند کو نقل کر دیتے ہیں۔

سند ملاحظہ فرمائیں۔ اخبرنا ابو سعید سعید بن محمد بن احمد الشعیبي العدل حدثني ابو عبد اللہ محمد بن غالب من حفظہ ببغداد حدثنا احمد بن محمد بن خالد البراثي حدثنا عبد اللہ بن عون الخراز حدثنا مالک عن الزھري عن سالم عن ابن عمر / ۔ قارئین کرام یہ سند تو مکمل موجود ہے الحمد للہ اس روایت میں کونسا راوی نہیں جو غیر مقدین نے منقطع کا حکم لگا کر اپنی جہالت کا کھلا ثبوت پیش کر دیا ہے۔

سند کے روات کی تحقیق ملاحظہ فرمائیں

۱۔۔ امام ابو بکر بن حسین بن علی بن موسی خراسانی رحمہ اللہ۔

الامام الحافظ العلامة شیخ خراسان۔ الحافظ العلامة الثبت الفقیه شیخ الاسلام۔ / تذکرۃ الحفاظ، سیر اعلام النبلاء

۲۔۔ امام ابو سعید بن محمد بن الشعیبی النیسابوری رحمۃ اللہ علیہ۔

العدل۔۔۔ معروف من اھل الحدیث۔۔۔ ادرک الاسانید العالیة بالعراقین ۔محدث۔ / المنتخب نیسابوری، الانساب ،تہذیب الانساب، تبصیر

۳۔۔ امام محمد بن غالب ابو عبد اللہ ابن الصفار المالکی رحمہ اللہ۔

الفقیه۔۔۔ احد الائمة ۔وکان حافظاً للفقه عالمه بالشروط متقدماً فیه۔ مفتی الاندلس۔ / تاریخ الاسلام، سیر اعلام النبلاء

۴۔۔ ابو العباس احمد بن محمد بن خالد البغدادی البراثی رحمہ اللہ۔

ثقة مأمون۔ / سیر اعلام النبلاء، تاریخ البغداد

۵۔۔ عبد اللہ بن عون الخراز البغدادی رحمہ اللہ۔

ثقة عابد۔ / تقریب

۶۔۔امام مالک بن انس مدنی رحمہ اللہ

امام دار المهجرہ راس المتقين و كبير المشبتين۔/ تقریب

۷۔۔امام مسلم الزھری رحمۃ اللہ علیہ۔

الفقية الحافظ متفق على جلالة واتقانه۔/ تقریب

۸۔۔امام سالم بن عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ

مدنی تابعی ثقة۔/ تاریخ الثقات

۹۔سیدنا عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما۔

احد المكثرين من الصحابة والعبادلة۔/ تقریب

خلاصہ تحقیق: تحقیق سے معلوم یہ ہوا کی الخلافیات کی سند بہت ہی جید عمدہ سند ہے جس کے ہر ایک راوی کا ثقہ ہونا ثابت ہے۔ ہم نے ثابت کر دیا ہے کہ جب سند منقطع ہی نہیں تو غیر مقلدین کا صحیح سند کو منقطع کہنا ظلم اور تعصب نہیں تو اور کیا ہے ؟ اور پھر غیر مقلدین کا ان تین ائمہ سے بلا دلیل اقوال پیش کرنا اصولوں کے خلاف ورضی کرنا نہیں تو اور کیا ہے ؟

غیر مقلدین نے کہا امام حاکم نے امام ابن قیم اور امام ابن حجر نے اس روایت پر موضوع ہونے کا حکم لگایا ہے تو ہمارا سوال یہی ہے کی اس حدیث پر کلام کرنے والے تینو اماموں نے کیا دلیل پیش کی ہے اس حدیث کے موضوع ہونے پر مگر غیر مقلدین ناجانے کیوں اس سوال کا جواب دینے سے کیوں بچ رہے ہیں۔

غیر مقلدین سے جو ہم نے اپنی صابقہ تحریر میں پوچھا تھا وہ ایک بار پھر ہم نقل کر رہے ہیں ملاحظہ فرمائیں۔

کچھ اصول ضوابط کا ذکر: موضوع روایت کب ہوتی ہے ؟

اصول نمبر۔۱ :غیر مقلدیں کے نقلی محدث حافظ زبیر علیزئی فرماتے ہیں۔

امام ابن جوزی کی اصطلاح میں موضوع حدیث وہ ہوتی ہے جیس پر دلیل قائم ہو۔/ اختصار علوم الحدیث لابن کثیر مع حاشیہ زبیر علزئی ،ص۵۵

اصول نمبر۔۲ : روایت میں کذاب راوی ہونے کی وجہ سے موضوع کا حکم لگتا ہے۔/ انوار البدر للسنابلی، ص ۱۴۷

غیر مقلدیں کے نقلی محدث زبیر علیزئی ایک حدیث کے بارے میں لکھتے ہیں۔

اصول نمبر۔۳ :جب اسکی سند میں وضع راوی نہی بلکہ تمام راوی ثقہ یا صدوق ہیں تو گڑھنے یا مکذوب ہونے کا سوال ہی پیدا نہی ہوتا بلکہ یہ تو صحیح حدیث کی تکذیب ہے جو کہ اھل حدیث کا منہج نہیں۔/ تحقیقی مقلات، ج۶ صم ۳۸۲۔۳۸۳

لھذا ہمارا سوال یہ ہے کہ کیا ایسا کوئی اصول ہماری حدیث میں فٹ ہوتا ہے یا نہیں؟ اگر ہاں تو سب سے پہلے دلیل دیں موضوع ہونے کی۔ اور اگر ایسا نہیں ہے تو تینوں اماموں کی بلا دیل بات باطل مردود ہے پھر امام حاکم امام ابن قیم اور امام ابن حجر نے ان اصولوں کی موافقت کیوں نہیں کی؟

ائمہ محدثین کا متفق اصول

امام ابن صلاح رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

إذا كان الجرح غير مفسر السبب فأنه لا يعمل به۔ / صیانۃ صحیح مسلم، ص ۹۴

امام خطیب البغدادی رحمہ اللہ فرماتی ہیں۔

لا يقبل الجرح الا مفسر۔ /الكفاية فی علم الروایۃ

امام الحافظ ابی مسعود عبید الدامشقی رحمہ اللہ فرماتے ہیں۔

إذا كان الجرح غير مفسر السبب / کتاب الاجوبۃ

اور اس طرح یہ اصول امام نووی نے **ارشاد الساری مع بھامشه شرح مسلم** علامہ عبد الحئ لکھنوی نے **رفع والتکمیل** امام شھرزوری نے **علوم الحدیث میں** نقل فرمایہ ہے اسکے علاوہ ہمارے پاس کثیر تعداد میں اس اصول پر حوالاجات ہیں۔ مگر اب ہم صرف غیر مقلدیں کے گھر سے اس اصول کو بیان کرتے ہیں۔ چنانچہ غیر مقلد مولوی سلطان محمود جلالپوری لکھتے ہیں۔

جرح مفسر ہو۔ یعنی جرح کا سبب واضح کیا گیا ہو۔ جیسے کاذب، سیئ الحفظ وغیرہ۔ جس جرح میں سبب نہ بیان کیا جائے، اسے جرح مبہم کہتے ہیں۔ / امثال اصطلاحات المحدثین، ص ۴۰

نوٹ: غالی غیر مقلد زبیر علیزئی لکھتے ہیں۔

الکفایہ اصول حدیث کے مشہور کتاب ہے۔ / انوار الطریق فی رد ظلمات فیصل الحلیق، ص ۹۰

تو غیر مقلدوں آج کیا ہوا اصولوں کا خون کیوں کر رہے ہو کیوں آپ ان اصولوں کو ماننے سے انکار کر رہے ہو، ہماری صابقہ تحریر میں بھی ہم نے یہ حوالا دیا تھا مگر آپ اب اپنے ہی شیخ زبیر علیزئی کی تحقیق کو ٹھکرا رہے ہیں مگر المدونۃ الکبرا کو رد کرنے کے لیے اپنے اس ہی مولوی کی کتاب نور العینین کا سہارا لیا اور اب ان ہی کی تحقیق کو ماننے سے کترا رہے ہیں۔ واہ رے غیر مقلدوں تمہاری دو غلی پالیسی۔

اور پھر اپنے مطلب کی بات پر تو غیر مقلد زبیر علیزئی نے تڑپ کر کہا۔

بعض علماء نے لکھا ہے کہ امام بخاری امام حاتم امام بیہقی نے اس روایت کو غیر محفوظ قرار دیا ہے، تو عرض یہ ہے کے جرح غیر مفسر ہے، جب کہ اس حدیث کے تمام راوی امام بخاری، امام حاتم اور امام بیہقی کے نزدیک ثقہ ہیں تو اسے کس دلیل کی بنیاد پر غیر محفوظ قرار دیا جاسکتا

ہے؟۔ / مسئلہ فاتحہ خلف الامام، ص ۴۴

قارئین کرام، آپنے دیکھا کہ جب روایت کا ایک ایک، راوی ثقہ ہونے کے باوجود اس پر غیر محفوظ کا حکم، غیر مقلدین سے برداشت نہیں ہوا تو ہماری پیش کردہ روایت جو بخاری مسلم کی شرط پر ہے اور صحیح ہے تو ہماری روایت پر موضوع کا حکم کیوں؟ حالاں کہ ہم نے تفصیلی جواب پچھلے صطور میں دے دیا ہے۔ مگر یہاں یہ بحث اس لئے لائی گئی ہے کہ قارئین کرام غیر مقلدین کی دھوکا دیھی دیکھ لیں۔ کہ اپنی روایت پر کلام آیا بقول علیزئی کے، روایت کے تمام راوی ثقہ ہیں تو غیر محفوظ کیسے، اور ہم سوال کریں کے ہماری روایت کے تمام راوی ثقہ ہیں تو باطل موضوع کیسے؟ مگر پھر بھی وہ باطل موضوع ہی رہتی ہے۔ واہ رے غیر مقلدوں تمہاری پالیسی۔

ہمارا اتنا سا سوال ہے کی آپ ہمیں صرف امام حاکم، امام ابن قیم، اور امام ابن حجر رحمہ اللہ عیلیھم کی جرح کے سبب طعن بیان کردیں بس بات ہی ختم ہو جائے گی مگر قیامت تک غیر مقلدین جرح مفسر پیش نہیں کر سکتے جبکے خد اپنی تحریر میں امام الحافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ کے حوالے سے درج کر چکے ہیں کی۔

جرح مفسر جرح مبہم پر مقدم ہوتی ہے / فتح الباری شرح صحیح البخاری

تو غیر مقلدوں کم سے کم اپنے اس اصول سے ہی ثابت کردو کے امام حاکم، امام ابن قیم، امام ابن حجر نے جرح مفسر کی ہے یہ مبہم، اگر آپ کے نزدیک اگر جرح مفسر ہے تو اللہ کے واسطے آپ ہمیں دلیل بیان فرمادیں ائمہ کی اندھی تقلید چھوڑ کر سلطبان محمود جلال پوری صاحب کے بیان کردہ اصول کی موافقت کیجیے اور کہہ دیجیے کے آپ سے غلطی ہوئی ہے اور غلطی کی معافی کا دروازہ اللہ کا کھلا ہوا ہے موت سے پہلے پہلے۔

قارئین کرام آپکو ہم بتادیں کہ ہم نے اپنی صابقہ تحریر میں امام ابن حجر اور امام حاکم کے حوالہ سے دریافت کیا تھا کی امام ابن حجر نے امام حاکم کی اس مسئلہ میں امام حاکم کی اتباع کی ہے جو کی بلا دلیل ہے اس کی وضاحت آگے آرہی ہے۔ امام ابن حجر نے اپنے ہم مسلک امام حاکم کے قول کو بلا تحقیق کیے صرف حسن ظن رکھتے ہوئے اس قول کو بلا دلیل بیان کردیا ہے جیسا کے الموسوعات الفقہیہ میں امام حاکم کا قول بھی نقل ہے اور پھر یہ روایت خد امام ابن حجر کے مسلک کے خلاف بھی، تو امام ابن حجر نے محض حسن ظن رکھتے ہوے امام حاکم کی اتباع کی اور امام شافعی رحمہ اللہ کے مقلد ہونے کی وجہ سے ان کے مذہب کو ہی مقدم رکھا اس کی وضاحت بھی آگے آرہی ہے۔

امام ابن حجر کے قول کی تحقیق

امام ابن حجر کے حوالہ سے خد غیر مقلد زبیر علیزئی لکھتے ہیں۔

حافظ ذہبی کی پیروی کرتے ہوئے ابن حجر نے آپ کو مدلسین میں شمار کیا ہے۔ / مسئلہ فاتحہ خلاف الامام، ص ۴۵

حافظ مزی کو اس میں انتساب ہوا ہے، ذہبی اور ابن حجر نے اوہام میں ان کی اتباع کی ہے۔ / نماز میں ہاتھ باندھنے کا حکم اور مقام، ص ۱۹

قارئین کرام یہ ہیں غیر مقلدین کے بیان کردہ اصول ہیں۔ کے جب اپنی موقف کی روایت پر کلام پیش ہوا تو حافظ زبیر علیزئی کہتے ہیں جی واہم میں بھی اتباع کی انتساب میں بھی اتباع پیروی کی اگر ہم کہ دیں کے جی امام حاکم کو غلطی لگی اس حدیث پر حکم لگانے میں اور اسکی پیروی اتباع امام ابن حجر نے اور ابن قیم رحمہ اللہ علیہم نے کی ہے تو غیر مقلدین کے سارے کفر کے فتوے ہم پر لگ جاتے ہیں اور ہم پر ناجانے کیا کیا بہتان لگ جاتے ہیں اسلاف کے گستاخ منکرین حدیث وغیرہ وغیرہ مگر یہی بات خد غیر مقلدین بیان کریں تو یہی دین یہی ایمان بن جاتا ہے اجیب بات ہے اپنے لئے پیمانے الگ اور ہمارے لئے الگ۔

قارئین کرام امام ابن حجر کی یہ اتباع کونسی ہے اور اسکا کیا حکم ہے ہم خد غیر مقلدین کے گھر سے پیش کرنا مناصب سمجھتے ہیں۔ چنانچہ غیر مقلد حافظ زبیر علیزئی لکھتے ہیں۔

اتباع کی دو قسمیں ہیں۔

اول۔ اتباع بالدلیل

دوم۔ اتباع بلا دلیل، اسے تقلید کہتے ہیں۔ /دین میں تقلید کا مسئلہ، ص ۸۱

اور آگے لکھتے ہیں۔

شریعت اسلامیہ میں اتباع بالدیل مطلوب ہے، اور بلا دلیل ممنوع ہے۔ /دین میں تقلید کا مسئلہ، ص ۸۱

اور ہم بیان کر آئے ہیں کے امام ابن حجر نے اور اماقیم نے امام حاکم کے اس قول میں اتباع بلا دلیل کی ہے جو کی ممنوع ہے غیر مقلدین کے نزدیک، اور تب بھی غیر مقلدین اپنے اصول اپنی کتابوں کو ماننے کو تیار نہیں ہیں آخر یہ کیسا انساف ہے؟

امام حاکم کے بارے میں خد غیر مقلدین کا موقف وہی ہے جو سب کے ساتھ ہے جب امام حاکم کی بات ان کے مسلک کے موافق آجاتی ہے تو ہم سے ان کی شان بیان کی جاتی ہے اور اپنے مسلک کے خلاف ہو تو کیا حال ہوتا ہے امام حاکم کا ملاحظہ فرمائیں۔

غالی غیر مقلد زبیر علیزئی صاحب ابن حجر رحمہ اللہ کے حوالہ سے لکھتے ہیں۔

اور بعض نے یہ ذکر کیا ہے کے انھیں (حاکم کو) آخری عمر میں تغیر اور غفلت لاحق ہوگئی تھی۔

ماہنامہ الحدیث حضرو، ش ۲۸، ص ۵٦

اور اس ہی صفہ پر لکھا ہے۔ **اور بعض مقامات پر خد امام حاکم کو اوہام ہوئے ہیں۔** / ماہنامہ الحدیث حضرو، ش ۲۸، ص ۵٦

غیر مقلد مولوی غازی عزیزی امام حاکم کے بارے میں لکھتے ہیں۔

انتہائی متشدد اور محتاط رویہ کے لئے مشہور ہیں۔ /ضعیف حدیث کی معرفت، ص ۴۸

اور پھر غیر مقلد حافظ زبیر علیزئی لکھتے ہیں۔

امام حاکم کا عزر یہ ہے کہ انھونے اختلاط کے بعد احادیث کا حکم لگایا ہے۔ مسئلہ فاتحہ خلاف الامام، ص ۸۹

اور غیر مقلدین کے امام کونسہ رہ جانے والے تھے چنانچہ نواب صدیق حسن خان بھوپالی صاحب نے امام حاکم پر شیعہ کی جرح کی ہے۔ / دیکھیے ھدیۃ السائل

قارئین کرام یہ تو تھی امام حاکم کی شان غیر مقلدین کے گھر سے جسکو دیکھ کر ہر شخص شرما جائے۔

اس بات سے تین باتوں کا خلاصہ ہوا کی امام حاکم کو اوہام ہوئے ہیں، امام حاکم کو اختلاط ہوا ہے اور وہ متشدد ہیں۔

اگر امام حاکم نے اس حدیث پر حکم اوہام میں لگایا ہے تب بھی مردود ہے، اور اگر اختلاط کے بعد لگایا تب بھی مردود ہے، اور اگر تشدد میں لگایا تب بھی مردود ہے، یہ تینوں باتیں خد غیر مقلدین کو بھی مسلم ہیں۔

اب رہی بات کے یہ حکم امام حاکم کی کونسی کتاب میں ہے؟

اب امام ابن حجر رحمہ اللہ نے اس حدیث پر جرح و حکم تقلید، جو اتباع بلا دلیل میں سے ہے اس کہ تحت ہے لگایا ہے۔ اور اس پر بھی ہم خد غیر مقلدین کی جانب سے کچھ پیس کرتے ہیں۔

غیر مقلد مولوی ابو اشبال شاغف بہاری صاحب لکھتے ہیں۔

لیکن بیہقی اور دار القطنی وغیرہ جو امام شافعی کے مقلدین میں شمار ہوتے ہیں، ان کی تصانیف میں اپنے مقلد امام کی ترجمانی کہ مقدم رکھا گیا ہے۔ / مقلات شاغف، ص ۱۶۲

اور پھر امام ابن حجر کے حوالے سے نقل کر کے لکھتے ہیں۔

حافظ ابن حجر نے کافی حد تک اس بات کا خیال رکھا ہے کہ وہ اس کتاب کی ترجمانی کا حق ادا کر سا کیں لیکن وہ بھی کامیاب نہ ہوسکے بلکہ اشعریت اور شافعیت اور تقلید کی راہ میں وہ بھی غرق ہونے سے نہ بچ سکے۔ / مقلات شاغف، ص ۱۶۰

نوٹ: اشعریت سے مراد امام موسی الاشعری ہیں جن کی اقائد میں پیروی کی گئی ہے، اور شافعیت سے مراد یہاں امام شافعی کا مقلد ہونا ہے۔

اور امام ابن قیم جوزیہ تو خد مقلد ہیں غیر مقلدین کے نزدیک۔ / دیکھیے فقہ الحدیث، ج ۱، ص ۹۲

خلاصہ کلام: غیر مقلدین کی ان دہائیوں سے پتا یہ چلا کہ یہ ائمہ مقلدین میں سے ہیں اور وہ اپنی تحقیق میں اپنے مقلد امام کو ہی مقدم رکھتے ہیں یعنی اپنے مقلد امام کو ہی ترجیح دیتے ہیں۔

امام حاکم شافعی المقلد ہیں۔ دیکھیے طبقات شافعیہ للسبکی اور امام ابن حجر بھی۔

ابن قیم حنبلی مقلد ہیں۔ ان باتوں سے پتہ یہ چلا کہ ان ائمہ نے اپنے مقلد اماموں کو مقدم رکھا ہے کیونکہ خد ان دو امام یعنی امام شافعی اور امام احمد رحمہ اللہ علیہم کے مذہب میں اثبات رفع یدین ہے مگر اس بات کا دھیان رہے یہ دونوں امام غیر مقلدین کے عمل ۱۰ کا اثبات اور ۱۸ کی نفی کو جانتے تک بھی نہیں۔

امام مالک کے مذہب کے خلاف وہ خد روایت کریں تو کیا وہ موضوع بن جائے گی؟ اس طرح تو خد غیر مقلدین کے دلائل بھی نہیں بچتے۔

میرا سوال غیر مقلدین سے یہ ہے کے آج تک اس طرح کی دلیل کن کن محدثین نے پیش کی ہے کی ایک ہی راوی سے دو الگ الگ روایتیں آجائیں تو اسی کے خلاف ہونے کی وجہ سے موضوع بن جاتی ہے ؟۔ امام مالک کے کئی شاگردوں نے امام مالک سے ترک رفع یدین بیان کیا ہے۔

جیسے ا۔ امام عبد الرحمان بن قاسم رحمہ اللہ نے امام مالک سے ترک رفع یدین روایت کیا ہے۔ المدونۃ الکبری

۲۔ امام عون بن الخراز رحمہ اللہ نے امام مالک سے ترک رفع یدین روایت کیا ہے۔ الخلافیات للبیہقی

۳۔ امام ابن واہب رحمہ اللہ نے امام مالک سے ترک رفع یدین روایت کیا ہے۔

تو غیر مقلدوں کا دجل فریب سامنے آگیا ہے کی امام مالک سے ان کے تین شاگردوں نے ترک رفع یدین کی روایت کیا ہے، تو امام مالک کے خلاف کیسے بن گئی یہ روایت اور امام مالک کی امام زھری سے اور وہ امام سالم رحم اللہ سے اور وہ اپنے والد حضرت عبد اللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کر رہے ہیں جس کے شاہد میں امام حمیدی اور امام ابو عوانہ اپنی کتب میں اس سند سے ترک کی روایت لائے ہیں مگر غیر مقلدین کی ہٹ دھرمی دیکھیے کہ کیسے صحیح سند کی آحادیث کو ٹھکرا رہے ہیں اور ضعیف و موضوع بنانے کی سازش رچ رہے ہیں۔ اللہ اس فتنہ سے ہماری حفاظت فرمائے۔ آمین،

قارے ین کرام ہم نے اپنی صابقہ تحریر میں الخلافیات للبیہقی کی ترک رفع یدین کی حدیث کی تصحیح چار ایمہ سے پیش کی تھی مگر غیر مقدلین نے پھر وہی جہالت دکھائی ہے کے امام حاکم سے امام ابن حجر تاک اس روایت کو کسی نے صحیح نہیں کہا ہے۔ مگر ہمارے پاس تو امام حاکم سے لیکر امام ابن حجر کے بعد تک کی تصحیح موجود ہے۔ اور کیا غیر مقلدین پر وہی آرہی ہے کے امام حاکم سے لیکر امام ابن حجر تک کا زمانہ کی تصحیح تضعیف قبول ہو گی، امام حاکم سے پہلے اور امام ابن حجر کے بعد کی تصحیح قبول نہ ہو گی یہ کوئی قائدہ قلیہ ہے کیا یہ اپنے حسد کے کی بناپر آپ نے یہ قید لگائی ہے، اجیب جہالت ہے غیر مقلدین کی۔ اس حدیث کی تصحیح ان ائمہ نے کی ہے۔

امام المحدث امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ ۔ م ۲۳۵ھ نے۔ /شرح سنن ابن ماجه للمغلطائی

امام المحدث امام علاء الدین المغلطائی رحمہ اللہ ۔ م ۷۶۲ھ نے ۔ / شرح سنن ابن ماجه للمغلطائی

امام المحدث علامه عابد سندھی رحمہ اللہ۔ ۱۲۵۷ھ نے۔ /المواہب اللطیفه شرح مسند ابی حنیفه

امام المحدث علامه یوسف بنوری رحمہ اللہ ۔ م ۱۳۹۷ھ نے۔ /معارف السنن

الحمد للہ ہم نے متقدمین سے لے کر متاخرین محدثین تک کی تصحیح کو پیش کر دیا ہے اور یہ روایت بالکل صحیح ہے اور اس پر اعتراض کرنا جہالت تعصب اور بغض پر مبنی ہے۔

سوال برائے غیر مقلدین

سوال نمبر۔۱ : کیاترک رفع یدین ثابت نہیں ہے۔؟

سوال نمبر۔۲: آپنے اپنے صابقہ تحریر میں لکھا تھاکی رسول پاکؐ نے آخری عمر تک رفع یدین سے نماز پڑھی تھی جس پر آپنے یہ روایت پیش کی ہے۔۔ **حتیٰ لقیی اللہ**، جس طرح ہم نے الخلافیات کی سند مع متن کو اپنی صابقہ تحریر میں لکھا تھاویسے ہی آپ اس روایت کی تحقیق پیش کریں۔

سوال نمبر۔۳ : نبی پاکؐ نے فرمایاہے کہ مخالف کے گھر کی دلیل دینامیری سنت ہے؟اس پر کوئی ایک روایت بیان کردیں۔

سوال نمبر۔۴ : کیاامام مالک نے رفع یدین کبھی ترک نہیں کیاتھا صحیح غیر معرض، غیر مضطرب روایت پیش فرمادیں۔

سوال نمبر۔۵ : امام حاکم رحمہ اللہ نے الخلافیات پر جو کلام کیاہے وہ ان کی کونسی کتاب میں ہے ؟۔

سوال نمبر۔۶ : آپنے داوہ کیاتھا کی متساحل جس حدیث پر حکم لگادے وہ پڑلے درجہ کی موضوع باطل روایت ہوتی ہے۔ان پر اصول و ضوابط کو نقل فرمائیں۔

سوال نمبر۔۷ : آپنے پہلے داوہ کیاتھا کی امام احمد نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ پر جرح کی جس پر ہم نے دلیل مانگی تھی مگر آپنے امام ابو بکر رحمہ اللہ پر جرح کرڈالی ایساکیوں ؟ پھر بھی ہم وہی سوال کرتے ہیں امام مجاہد کی خطاء بیان فرمائیں۔

سوال نمبر۔۸ :امام حاکم کی امام ابن حجر اور ابن قیم رحمہ اللہ نے اتباع تقلید نہیں کی تھی تو کس دلیل پر ان دونو اماموں نے اس حدیث پر باطل موضوع کا حکم لگایا؟۔دلیل لکھیں۔

کیاآپکے نزدیک امام کابلادلیل قول حجت ہوتاہے یہ امام کی دلیل ؟۔یہ امام کی ذات

نوٹ: غیر مقلدین کے گھر کی گواہی

یہ المناک حقیقت ہے کہ آج ہمارایہ ہوگیاہے کے کوئی حدیث ہمارے مذاق کے موافق نہیں ہوتی یااس پر عمل پیراہونے میں قدرے دشواری پیش آتی ہے تواس کو کسی نہ کسی طرح ضعیف بناکرر کھ دیتے ہیں،خواہ اس میں ہمیں کتنے پاپڑ بیلنے کیوں نہ پڑیں۔ مقالات راشدیہ

قارئین کرام، آپنے ملاحظہ فرمالیا کے خدا اس بات کا اقرار غیر مقلد مولوی محب اللہ شاہ راشدی صاحب کر رہے ہیں، لھذا اس بات سے ثابت ہوا کی دور جدید کے غیر مقلدین اور نہنے محققین اس صحیح روایت کو ضعیف ہی نہیں بلکے موضوع بنانے کی ناکام کوشش میں لگے ہیں اللہ ان لوگوں کا احناف دیوبند سے بغض ختم فرمائے اور اس ثابت شدہ حدیث پر عمل کی توفیق عطا فرمائے، آمین

وما علینا الا لبلاغ المبین

شعیب اکرام حیاتی، مرادآبادی

۱۷ جلائی ۲۰۱۸ کو تحریر مکمل ہوئی

۵ ذ لجہ ۱۴۳۹ھ